عمران سیریز

26

ابنِ صفی

کالی تصویر

IMRAN SERIES
CK PRODUCTIONS QUETTA

عمران سیریز نمبر 26

کالی تصویر

(مکمل ناول)

پیشرس

شاہدرہ سے مسٹر زیڈ۔ ڈی احمد نے پوچھا تھا کہ "درندوں کی بستی" والے ڈینی ولسن سے عمران کی پہلی ملاقات کب اور کن حالات میں ہوئی تھی۔

زیر نظر کہانی "کالی تصویر" اسی سوال کا جواب ہے! میرے بہتیرے ناول اسی قسم کے سوالات کے جواب ہیں۔ آپ نے جو کچھ پوچھا، میں نے اس پر سوچا اور کسی کہانی کا پلاٹ بن گیا۔

لیکن اس کہانی کو پڑھتے وقت یہ نہ بھولئے گا کہ یہ عمران کے ابتدائی دور کی کہانی ہے، جب وہ نہ تو بہت زیادہ مشاق تھا اور نہ اس کے پاس وہ لامحدود وسائل تھے، جو آج کے ایکس ٹو کو حاصل ہیں۔

پھر بھی آپ اس کہانی کو غیر دلچسپ نہ پائیں گے اور کہانی پیش کرنے کا انداز بھی آپ کو نیا ہی معلوم ہوگا۔ میں ہر امکانی کوشش کرتا ہوں کہ ہر کہانی نئے انداز میں پیش کی جائے تاکہ آپ میری مختلف کہانیوں میں مماثلت یا یکسانیت نہ محسوس کر سکیں!

اس کہانی میں آپ عمران کے طریق کار کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے.... وہ ایک لڑکی کو غصہ دلا دلا کر کیس کے متعلق ساری اہم باتیں معلوم کر لیتا ہے۔

ابن صفی

۲۶/دسمبر ۱۹۵۷ء

◆

یہ ان دنوں کی کہانی ہے جب عمران اور کیپٹن فیاض میں گاڑھی چھنتی تھی! یعنی عمران اُس زمانے میں بہت زیادہ احمق تھا! ہونا بھی چاہئے کیونکہ وہ اس کی آزادی کا دور تھا! اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا بار نہیں تھا۔ اس کے باپ رحمٰن صاحب بھی اسے کسی نہ کسی طرح برداشت ہی کرتے تھے اور وہ ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ رہتا کیا تھا بلکہ دوسروں کو اس کے ساتھ رہنا پڑتا تھا۔ سب ہی عاجز تھے۔ یہ اور بات ہے کہ گھر کی لڑکیوں نے اسے کھلونا بنا رکھا ہو، اب اسی وقت عمران بڑی دیر سے ایک سوئی میں تاگا ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا! لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی تھی! کچھ دیر پہلے اس کی چچازاد بہن فرزانہ سوئی اور تاگا لائی تھی۔

"بھائی جان.... ذرا یہ تاگا ڈال دینا....!" اس نے کہا تھا۔

"ابھی فرصت نہیں ہے....!" عمران نے کہا تھا.... جو دیا سلائی کی تیلیوں سے جھونپڑی بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جب فرصت ملے تب ڈال دینا....!" وہ سوئی اور تاگا وہیں رکھ کر چلی گئی تھی اور جب عمران کو فرصت ملی تو اس نے کوشش شروع کر دی....

"گیا.... گیا.... گیا.... دھت تیری کی....!" عمران نے کہا اور اس طرح دونوں ہاتھ ہلائے جیسے سوئی اور تاگے کے کان اینٹھ رہا ہو۔

پھر شاید سوئی اس کی انگلی میں چبھ گئی اور وہ سی کر کے رہ گیا۔ اس کے چہرے پر حماقت اور غصے کے ملے جلے آثار تھے۔

دوسری طرف فرزانہ کی سہیلی شرط ہار گئی تھی.... لڑکیوں کی اکثر سہیلیاں عمران کی حماقتوں کی داستانیں سن کر اسے دیکھنے کے لئے آیا کرتی تھیں۔ فرزانہ کی نئی سہیلی نے بھی آج اسے دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ وہ احمق نہیں معلوم ہوتا بلکہ خواہ مخواہ خود کو احمق ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے....! اس پر ان دونوں میں شرط ہو گئی تھی اور فرزانہ نے اسے دکھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ تنہائی میں بھی نہ صرف احمق معلوم ہوتا ہے بلکہ احمقانہ حرکتیں بھی اس سے سرزد ہوتی ہیں۔

وہ دونوں دوسرے کمرے میں چھپی ہوئی دروازے کی جھری سے عمران کے کمرے میں جھانک رہی تھیں۔ اس کمرے میں انہوں نے اندھیرا کر دیا تھا کہ عمران کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔

عمران سوئی اور تاگے سے لڑتا رہا.... پھر اس نے جھنجھلا کر سلیمان کو آواز دی.... اور وہ پندرہویں آواز پر وہاں پہنچ سکا۔

"ابے.... اس کو کیا کہتے ہیں، جو انگلی میں لگایا جاتا ہے.... لوہے کا ہوتا ہے.... اور اس پر دانے سے ابھرے ہوتے ہیں!" عمران نے ایک ہی سانس میں پوچھا۔

سلیمان چند لمحے سر کھجاتا رہا پھر پوچھا۔ "گول ہوتا ہے.... صاحب....!"

"ہاں.... گول ہوتا ہے.... یعنی کہ یوں.... یوں....!" عمران نے ہاتھ کے اشارے سے کچھ سمجھانے کی کوشش کی۔

"شریفہ کہتے ہیں صاحب....! اور اکثر لوگ ستیا پھل بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر ایسے ہی لوگ جن کی بیویوں کا نام شریفہ ہو۔"

"مجھے عقل پڑھاتا ہے....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "اب کیا میں شریفہ بھی نہیں جانتا! مگر وہ تو پھل ہوتا ہے.... ابے میں کہہ رہا ہوں.... یعنی کہ یوں....!"

"یعنی کہ یوں....!" سلیمان نے بھی کچھ سوچتے ہوئے اپنی کلمے کی انگلی کے گرد بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے حلقہ بنایا؟ اور پھر بُرا سا منہ بنا کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا سمجھا....!" عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"سمجھ گیا.... اسے گیری کپانگ مچلغواسپ کہتے ہیں!"

"وہی.... وہی....!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "دوڑ کر لیتا تو آ....!"

"جی....!" سلیمان کی آنکھیں نکل پڑیں۔

"میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت ہے جلدی سے لا دے....!"

سلیمان فرش پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک سر پکڑے بیٹھا رہا پھر پیشانی پر دو ہتھڑ چلانے لگا۔

"ابے.... ابے.... یہ کیا.... یعنی کہ....!" عمران بوکھلا کر اس کی طرف جھپٹا۔

لیکن سلیمان برابر اپنا سر پیٹتا رہا.... آخر عمران نے اس کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔

"میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا۔"

"جناب! میں اسے کہاں ڈھونڈوں گا! میرا باپ بھی اگر اپنی قبر سے اٹھ کر آئے تو اسے نہیں تلاش کر سکے گا.... اگر میں نے آپ کو نام بتا دیا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں ہی اسے تلاش بھی کروں.... صاحب، گھر میں اور بھی نوکر ہیں!"

"ابے تو اس طرح سر پیٹنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اپنی غلطی پر تو میں اپنی گردن بھی اڑا سکتا ہوں۔ مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے آپ کو نام بتا دیا ہے....!"

"اچھا یہ غلطی تھی....!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"غلطی ہی تھی صاحب! جب میں ایک چیز مہیا کرنے کی قوت نہیں رکھتا تو اس کا نام کیوں لوں.... آپ کا حکم تو نادر شاہی ہوتا ہے.... آخر اب میں اسے کہاں تلاش کرتا پھروں گا۔"

"اچھا....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "تو پھر اس انگلی میں ٹنکچر ہی لگا دے۔"

سلیمان نے اس کی انگلی کو آنکھوں کے قریب لے جا کر دیکھا کئی جگہ خون کی ننھی بوندیں نظر آئیں۔

"یہ کیا ہو گیا صاحب!"

"سوئی تاگا ہو گیا ہے....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"سوئی تاگا بھی نہیں سمجھتا.... ابے کیا بھس بھرا ہوا ہے کھوپڑی میں.... اگر وہ ہوتا تو اسے انگلی میں پہن لیتا.... لوہے کا ہوتا ہے.... عورتیں کپڑا سیتے وقت انگلی میں پہنتی ہیں۔"

سلیمان نے پھر اپنے سر پر دو ہتھڑ مارا۔

"اب کیا ہوا۔"

"ارے اسے تو انگشتانہ کہتے ہیں۔" سلیمان نے کہا۔ "وہ مہیا کر دوں گا مگر سوئی تاگے سے آپ کو کیا سروکار....!"

"آہستہ بول بے!" عمران نے چاروں طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا۔

"یہ فرزانہ کی بچی میرا امتحان لیا کرتی ہے.... سوئی تاگا دے گئی تھی.... کہ ذرا سوئی میں تاگا ڈال دیجئے! اگر میں نہ ڈال سکا تو ہنسے گی کہے گی کہ آہاہا آپ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی آکسن ہیں۔ سوئی میں تاگا بھی نہیں ڈال سکتے۔ ذرا.... تو ہی ڈال دے.... بے لیکن اگر کسی سے کہا تو گردن مروڑ دوں گا۔"

"اب میں جتنی دیر سوئی میں تاگا ڈالنے بیٹھوں گا وہ مردود صاحب کے پاس پہنچ جائے گا۔"

"کون....؟"

"ربڑی ملائی والا....!"

"کیا مطلب!"

"پانچ روپے ہو گئے ہیں اس کے! روزانہ آدھ پاؤ ربڑی ملائی کھاتا ہوں! پانچ روپے ادھار ہو گئے ہیں اس کے.... میرے پاس اس وقت نہیں ہیں۔ مگر وہ پھاٹک پر اڑا کھڑا ہے کہتا ہے کہ اگر ابھی میں نے حساب بے باق نہ کر دیا تو وہ صاحب سے کہے گا۔"

"ابے.... مگر.... بہت تیزی سے واپس آنا....!" عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولتے ہوئے کہا۔ پھر پانچ کا نوٹ نکال کر اسے دیتا ہوا بولا۔ "دیر نہ لگانا.... فوراً....!"

سلیمان نوٹ سنبھال کر باہر نکل گیا.... اور ادھر فرزانہ نے اپنی سہیلی سے شرط جیت لی۔

عمران سلیمان کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو....!"

"عمران....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں فیاض بول رہا ہوں۔ پیکاک سرکس سے۔!"

"کیوں بول رہے ہو پیکاک سرکس سے....!"

"فوراً پہنچو!....ایک حادثہ ہو گیا ہے۔"

"مجھے فرصت نہیں ہے! میں سوئی میں تاگا ڈال رہا ہوں۔"

"مگر تم سرکس سے بول رہے ہو! اس لئے میں نہیں آسکوں گا۔"

"کیوں؟"

"اماں بی کہتی ہیں کہ کھیل تماشوں میں لچے لفنگے جایا کرتے ہیں۔"

"عمران آجاؤ....ورنہ پھر خود مجھے ہی آنا پڑے گا اور پھر تمہاری مکھیاں بھی آئیں گی۔"

"اس وقت رات کے آٹھ بجے ہیں مکھیاں بھی آرام کر رہی ہوں گی۔ مگر میں سوئی میں تاگا ڈالے بغیر نہیں آسکوں گا پرسٹیج کا معاملہ ہے۔"

"ڈال بھی چکو کسی صورت سے! جلدی آؤ....!" فیاض نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے ریسیور رکھ کر....پھر سوئی تاگے سے الجھنا شروع کر دیا۔

◆

پیکاک سرکس تماشائیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لیکن ان میں بے چینی پائی جاتی تھی۔ وہ باہر جانا چاہتے تھے۔ مگر پولیس نے پنڈال کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا.... تماشائیوں کو روکے رکھنے میں جو بھی مصلحت رہی ہو لیکن وہ واقعہ بظاہر ایسا نہیں تھا جس کے لئے تماشائیوں کو بھی روکا جاسکتا۔ کیونکہ سرکس کی سب سے حسین لڑکی میری لین جھولے پر مری تھی.... پہلے وہ زندہ رہ کر جھولے پر اپنے کرتب دکھاتی رہتی تھی اور اب اس کی لاش جھول رہی تھی.... ابھی تک اسے اتارا نہیں گیا تھا.... اس کے ساتھی ہی نے محسوس کیا تھا کہ وہ مر چکی ہے۔ وہ دونوں جھولتے ہوئے ایک جھولے سے دوسرے جھولے پر جا رہے تھے کہ اچانک اس کے ساتھی نے اس کے جسم میں سختی محسوس کی اور ساتھ ہی یہ بھی محسوس کیا کہ اب وہ اس کا ساتھ نہ دے سکے گی۔ اس نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور وہ دونوں الگ جھولوں پر جھولتے رہے.... میریلین جھولے پر الٹی لٹکی ہوئی تھی جھولے کا ڈنڈا گھٹنوں کے نیچے تھا اور ٹانگیں دوہری ہو گئی تھیں....

اس کے ساتھی نے ایک بار پھر اس کے ہاتھ پکڑے اور آہستہ سے کہا۔ "آؤ....!"

لیکن جھولے کا ڈنڈا میریلین کی ٹانگوں ہی میں پھنسا رہا۔ اس نے اپنے جھولے سے نکل کر ساتھی کے جھولے پر جانے کی کوشش نہیں کی.... ساتھی نے پھر اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور وہ پہلے کی طرح ہی جھولتی رہی۔ لیکن وہ پینگیں نہیں، لے رہی تھی! جھولے کی رفتار ایسی ہی تھی جیسے وہ آہستہ آہستہ خود بخود ہی رک جائے گا.... ایسا ہی ہوا.... جھولا بالآخر رک گیا اور میریلین بے حس و حرکت الٹی لٹکی رہی۔

محکمہ سراغ رسانی کا سپرنٹنڈنٹ سرکس ہی میں موجود تھا۔ ایک وہی نہیں اس جیسے ہزاروں محض میریلین کے دیدار کے لئے آیا کرتے تھے۔ پیکاک سرکس کی دھوم ہی میریلین کی وجہ سے تھی! ہر شو میں بے پناہ اژدھام ہوتا تھا اور بکنگ کلرک بکنگ کرتے کرتے بوکھلا جاتے تھے۔

میریلین کا ساتھی جھولے سے اتر گیا لیکن وہ بدستور.... اسی طرح لٹکی رہی۔ نیچے مسخرے بونے طرح طرح کی مضحکہ خیز لباسوں میں اچھل کود رہے تھے۔

مریلین کے ساتھی نے سرکس کے مالک اور منتظم ڈینی ولسن کو اس کی اطلاع دی اور وہ بھی رنگ میں دوڑ آیا.... میریلین اب بھی اسی طرح لٹکی ہوئی تھی۔

پھر اسے قریب سے دیکھا گیا! وہ بے جان تھی۔ بے حس و حرکت.... اور اس کا جسم پتھر ہو گیا تھا۔ اس بُری طرح اکڑ گیا تھا کہ جھولے میں پھنسی ہوئی ٹانگیں سیدھی نہیں کی جاسکتی تھیں! یہی وجہ تھی کہ وہ مرنے کے بعد بھی جھولے ہی میں لٹکی رہ گئی تھی۔

سارے پولیس افسر رنگ میں اکٹھے ہو گئے جو سرکس میں موجود تھے یہ سرکس ہی دیکھنے آئے تھے۔ یہاں ان کی موجودگی کی اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ لاش کسی نہ کسی طرح اتاری گئی! فیاض نے لاش کی حالت دیکھتے ہی عمران کو فون کیا تھا اور اب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ لڑکی کی موت معمولی حالات میں نہیں ہوئی۔ ہارٹ فلیور کے صدہا کیس اس کی نظروں سے گزرے تھے مگر کسی کے جسم پر نیلاہٹ نہیں نظر آئی تھی اور نہ ہی اتنی جلدی لاش میں اکڑن ہی پیدا ہوتے دیکھی تھی۔ تماشائیوں کو جب اس حادثے کا علم ہوا تو وہ رنگ میں پہنچنے کی کوشش کرنے لگے لیکن پولیس افسروں کی موجودگی نے انہیں اس سے باز رکھا! پھر اور بھی پولیس طلب کر لی گئی۔ پھاٹک پر پہرہ لگا دیا گیا تھا اور تماشائیوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی جگہوں پر سکون سے بیٹھے رہیں۔

کیپٹن فیاض نے ہر پھاٹک کے پہرہ داروں کو ہدایت دی تھی کہ اگر باہر سے کوئی آنے والا اس کا حوالہ دے تو اسے فوراً ہی اس کے پاس پہنچا دیا جائے۔

پولیس ہسپتال کا ڈاکٹر طلب کر لیا گیا تھا۔ اس نے بھی اسے ہارٹ فلیور کا کیس نہیں قرار دیا۔ اس کا خیال تھا کہ موت سریع الاثر زہر کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

"سریع الاثر زہر کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" کیپٹن فیاض نے کہا۔ "کیونکہ وہ تقریباً آدھے گھنٹے تک اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس جھولے میں لٹکی ہوئی نظر آئی تھی.... اگر وہ سریع الاثر زہر تھا تو وہ آدھے گھنٹے تک کیسے زندہ رہی! اور جھولا جھولتے وقت کچھ کھانے پینے کا سوال ہی نہین پیدا ہوتا۔"

"ضروری نہیں ہے کہ اس نے کوئی زہر آلود چیز کھائی ہو۔ سوال زہر کے جسم میں داخل ہونے کا ہے۔"

وہ کسی طرح بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً زہر انجکٹ کر دیا جائے۔ مگر انجکشن کا مسئلہ بھی ایسا ہے جیسا کھانے کا.... آہاں.... یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی زہریلی سوئی جسم کے کسی حصے میں چبھا دی جائے۔ بہتیرے زہر ایسے بھی ہیں جو سوئیوں ہی کے ذریعہ استعمال ہوتے ہیں اور ان کا اثر حیرت انگیز طور پر فوری ہوتا ہے۔"

"تب پھر یہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے ساتھ جھول رہا تھا۔" کسی پولیس افسر نے کہا۔

فیاض نے اس کے خیال کی تردید نہیں کی.... اور اس آدمی کو فوراً حراست میں لے لیا گیا جو میریلین کے ساتھ جھول رہا تھا.... وہ اتنا نروس تھا کہ اس نے اس پر احتجاج نہیں کیا! بظاہر اس کی ذہنی حالت درست نہیں تھی۔ وہ اس طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہر ایک کو دیکھنے لگتا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ یا پھر وہ معاملات اس کی فہم سے بالاتر ہوں۔

کچھ دیر بعد عمران بھی وہاں پہنچ گیا۔ فیاض نے اسے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہاں کئی پولیس آفیسر بھی موجود ہیں.... انہوں نے بھی مجھے دیکھا ہے۔ اگر اس کیس کے سلسلے میں.... کچھ نہ کر سکا تو خواہ مخواہ آنکھیں نیچی ہوں گی۔"

"ہاں واقعی تم بہت بدنما معلوم ہو گے۔ اگر آنکھیں اوپر سے کھسک کر گالوں پر آ گئیں.... مگر تمہیں مطمئن رہنا چاہئے ایسا نہیں ہو گا.... میں نے بہت سائنس پڑھی ہے لیکن یہ کہیں

ہیں پڑھا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے سے آنکھیں نیچے کھسک آتی ہیں۔"

"بور نہ کرو....!" فیاض نے کہا۔

وہ ایک گوشے میں کھڑے گفتگو کر رہے تھے جہاں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ عمران نے ش دیکھی تھی اور صرف سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

"اچھا لاش کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔" فیاض نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اچھی خاصی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایسی لاشیں کم دیکھنے میں آئی ہیں!"

"ڈاکٹر کے اس خیال سے متفق ہونا پڑے گا کہ کسی زہریلی سوئی ہی سے اس کا خاتمہ کیا گیا ہے۔" فیاض بولا۔

"متفق ہو جاؤ۔"

"عمران....!"

"یس.... مائی ڈیئر.... سوپر فیاض....!"

"آخر ڈھنگ کی بات کیوں نہیں کرتے....!"

"مجرم کو تو پکڑ ہی لیا تم نے اب، میں ڈھنگ کی باتیں کر کے کیا کروں گا۔"

"میں اس پر بھی مطمئن نہیں ہوں....!" فیاض بڑبڑایا۔ "وہ اتنا احمق نہیں معلوم ہوتا! اگر سے یہی کرنا ہوتا تو اس موقع پر نہ کرتا جب کہ اسکے پھنس جانے کے امکانات بہت واضح تھے۔"

"تو پھر اسے کیوں حراست میں کیوں لیا ہے۔"

"کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہئے! فی الحال اس پر شبہ کیا جا سکتا ہے۔"

"ایک بات کہوں.... سوپر فیاض....!"

"بکو بھی یار جلدی سے۔"

"مجھے اس سرکس میں نوکری دلوا دو.... بے کاری سے تنگ آ گیا ہوں.... یہی سہی!"

"اچھا اب تم گھر جاؤ!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "میری بھی آئی گئی عقل خبط لر رہے ہو۔"

"مجھے اس سرکس کے مالک سے ملاؤ۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"چلو.... وہ اب اپنے آفس ہی میں ہو گا۔"

تماشائی جاچکے تھے۔ پنڈال سنسان پڑا تھا اور لاش پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ وہ ابھی رنگ ہی میں پڑی ہوئی تھی۔

فیاض عمران کو منیجر کے آفس میں لایا۔ منیجر اپنے تین ماتحتوں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس نے کیپٹن فیاض کو دیکھ کر ہاتھ کے اشارے سے تینوں سے جانے کو کہا۔

منیجر ایک بوڑھا مگر مضبوط جسم والا یوریشین تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"میں برباد ہوگیا جناب۔" اس نے فیاض سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر کھڑا ہو کر بولا۔ "معاف کیجئے گا۔ میں بے حد پریشان ہوں... تشریف رکھئے جناب!"

"مجھے بھی افسوس ہے.... مسٹر ڈینی ولسن....!" فیاض نے کہا۔ "وہ ایک بہترین فنکارہ تھی۔"

"یہ سرکس محض اسی کی وجہ سے چل رہا تھا۔" ڈینی ولسن بولا۔ "اب کل سے یہاں خاک اڑے گی۔ دشمنوں نے جو چاہا تھا وہی ہوگیا۔"

"دشمن....!" فیاض نے حیرت ظاہر کی۔

"جی ہاں دشمن!" ڈینی غصیلی آواز میں بولا۔ "آج کل گلوب سرکس والے بھی شو کر رہے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک کے پاس میریلین ہی ہو۔ گلوب سرکس والے کئی بار میریلین کو بھی بھڑکانے کی کوشش کر چکے ہیں۔ آخر میں جب انہیں ساری راہیں مسدود ہوتی نظر آئیں تو انہوں نے میریلین کو مار ہی ڈالا۔ مقصد اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کہ ہمارے ہاں اُلو بولنے لگیں۔"

"اوہو.... تو آپ کے یہاں اُلو بھی ہیں۔" عمران بول پڑا۔

ڈینی چونک کر عمران کو گھورنے لگا پھر ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

"محاورہ ہے جناب....!"

"ہاں تو گلوب والے....!" فیاض جلدی سے بولا۔

"بہت دنوں سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن میریلین کی وجہ سے مجھے شکست نہیں دے سکتے تھے۔"

"اچھا.... اس کا ساتھی کیسا آدمی ہے۔"

"اسے تو فضول حراست میں لیا گیا ہے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔"

"خیر ہم اسے بہتر سمجھتے ہیں۔"

"میں نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے جناب میں آپ کو رائے نہیں دے رہا۔"

"وہ کتنے دنوں سے میریلین کے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔"

"دونوں نے ایک ساتھ ہی میرے سرکس میں ملازمت کی تھی۔ وہ میریلین کا چچازاد بھائی ہے۔"

"تو اب کل سے آپ کے سرکس میں سناٹا رہے گا۔" عمران نے پوچھا۔

"میرا تو یہی خیال ہے جناب! یہ بھیڑ بھاڑ میریلین ہی کی وجہ سے ہوتی تھی۔"

"اب بھی ہوگی۔" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "سرکس میں سناٹا نہیں ہو سکتا.... ہرگز نہیں۔"

"وہ کیسے جناب....!"

"اعلان کرا دیجئے کہ کل ڈیوک آف ڈھمپ اپنے کمالات دکھائیں گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"یہ تمہارے سرکس میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔" فیاض اکتا کر بول پڑا۔ عمران کی بے تکی باتیں اسے کھل رہی تھیں۔

"ارے جناب! اس وقت مجھے ملازمتیں دینے کا ہوش کہاں ہے۔ میریلین بہت اچھی لڑکی تھی! بہت خوش اخلاق سب اسے پسند کرتے تھے۔ میں نے ایک ہیرا کھو دیا۔"

"میں اس لڑکی کی جگہ نہیں لینا چاہتا۔" عمران نے بُرا مان جانے کا مظاہرہ کیا۔

"میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" ڈینی نے بھی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ایسے حالات میں کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔"

"ارر.... ہپ....!" دفعتاً عمران فیاض کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اس لڑکی کی قیام گاہ پر چلو....!"

"وہ یہیں ایک خیمے میں رہتی تھی۔" ڈینی نے کہا۔

"میں اس کا سامان دیکھنا چاہتا ہوں۔" فیاض بولا۔

"چلئے....!" ڈینی اٹھ گیا۔

وہ ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت سی چھوٹی چھوٹی چھولداریاں نصب تھیں! ڈینی نے ایک چھولداری کا پردہ ہٹایا اور اندر گھس کر ایک کیروسین لیمپ روشن کر دیا۔ روشنی میں انہیں وہاں بڑی ابتری نظر آئی! سارا سامان بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تھا۔"

"اوہ.... میریلین اتنی بدسلیقہ تو نہیں تھی۔" ڈینی تشویش کن لہجہ میں بڑبڑایا۔

"یعنی وہ اپنا سامان اس طرح نہیں پھیلا سکتی تھی۔"

"ہرگز نہیں جناب....!" ڈینی نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ کسی نے اس کے سامان پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ دیکھئے دونوں سوٹ کیس کھلے پڑے ہیں۔ سامان نکال کر بکھیر دیا گیا ہے.... مگر وہ بڑی رقمیں اپنے پاس نہیں رکھتی تھی۔"

"آہا.... اتنی تصویریں....!" عمران نے خوش ہو کر کہا کیونکہ سوٹ کیسوں کے قریب بے شمار تصاویر بکھری پڑی تھیں اور یہ سب کیمرے سے کھینچی گئی تھیں۔

"جی ہاں.... تصویر جمع کرنا اس کی ہابی تھی۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ حرکت بھی کسی ہابی والے ہی کی ہو سکتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"آخر تصویریں اس طرح کیوں بکھیری گئی ہیں۔" عمران تصویروں پر جھکتا ہوا بولا۔ "اوہ یقینا یہی بات ہے۔ تصویریں الٹی پلٹی گئی ہیں۔ ان میں ایک بھی ایسی نہیں نظر آتی جو الٹی پڑی ہو۔"

فیاض خاموش کھڑا رہا۔ اسے خوشی تھی کہ عمران کام کے موڈ میں آگیا ہے۔

عمران نے سوٹ کیس کی بقیہ چیزیں نکال لیں لیکن کسی سوٹ کیس کے اندر ایک بھی تصویر نہ ملی۔

"فیاض.... یہ دیکھو۔ ظاہر ہے کہ یہ تصویریں ابھی انہیں سوٹ کیسوں سے نکالی گئی ہوں گی! لیکن اب ان میں ایک بھی نہیں ہے.... کیا خیال ہے؟"

"تمہارا خیال کسی حد تک درست بھی ہو سکتا ہے۔"

پھر اس نے ایک سوٹ کیس نیچے کھسکایا اور ایک تصویر اس کے نیچے سے بھی برآمد ہوئی مگر یہ الٹی پڑی ہوئی تھی اور اس کی پشت پر کچھ تحریر تھا۔

عمران اسے چراغ کے قریب لیجا کر پڑھنے لگا۔ پھر الٹ کر تصویر دیکھی... یہ ایک کالی تصویر تھی۔ یعنی صاحبِ تصویر کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک پرچھائیں کی تصویر معلوم ہو رہی تھی۔

"خوب!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "سنو! کسی ظالم نے کیا بات لکھ دی ہے.... اسے ہمیشہ یاد رکھنا کہ میری محبت اتنی شدید....!"

"تڑاخ...." کوئی چیز کیروسین لیمپ سے ٹکرائی اور شیشہ چور چور ہو گیا۔

اور پھر کوئی عمران پر آپڑا۔ تصویر نیچے گر گئی تھی یا اس سے ٹکرانے والے نے چھین لی تھی۔

چونکہ یہ حملہ قطعی غیر متوقع تھا اسلئے عمران توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی بنا پر سوٹ کیسوں پر جا گرا۔

"لینا.... پکڑنا....!" اس نے ہانک لگائی۔

"خبردار.... خبردار....!" کیپٹن فیاض غرایا.... مگر باہر پھیلی ہوئی تاریکی ان پر قہقہے لگاتی رہی کیونکہ حملہ آور نے اسی کے دامن میں پناہ لی تھی۔

چھولداری کے اندر تو اتنا اندھیرا تھا کہ وہ نہ تو حملہ آور کو آتے دیکھ سکے تھے اور نہ فرار ہوتے! ڈینی نے دیا سلائی کھینچی عمران جھپٹ کر باہر نکلا فیاض اس کے پیچھے تھا.... لیکن اب کیا ہو سکتا تھا.... وہ حملہ آور کی گرد کو بھی نہ پا سکے۔ جو اتنی دلیری سے حملہ کر سکتا ہو! وہ یقیناً کافی چالاک بھی ہو گا۔

پھر بھی وہ لوگ تقریباً آدھے گھنٹے تک اسے تلاش کرتے رہے۔

اسکے بعد عمران پھر چھولداری میں واپس آیا اور ایک ایک تصویر اپنے قبضے میں کر لی۔ ایک گھنٹے تک وہ چھولداری کی مختلف چیزوں کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر باہر نکل آیا.... فیاض اور ڈینی باہر ہی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ فیاض کا خیال تھا کہ عمران کو فی الحال تنہا ہی چھان بین کرنے دی جائے۔

باہر نکل کر عمران نے ٹارچ بجھا دی.... اس کی دونوں جیبوں میں تصویریں بھری ہوئی تھیں۔ تصویروں کے علاوہ اس نے وہاں سے اور کوئی چیز نہیں لی تھی۔

وہ پھر ڈینی کے آفس میں واپس آگئے۔ کیپٹن فیاض نے شاید کافی کے لئے کہا تھا۔ یہاں انہیں کافی کی ٹرے تیار ملی۔ ڈینی تین پیالیوں میں شکر ڈالنے کے بعد کافی انڈیلنے لگا۔

"ہاں مسٹر پیکاک....!" عمران نے ڈینی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہا.... لیکن ڈینی احتجاجاً ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرا نام ڈینی ولسن ہے! جناب.... سرکس.... پیکاک کہلاتا ہے....!"

"اوہو.... تو اچھا مسٹر ولسن! اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے جس نے لیمپ توڑ کر میری جیب سے چیونگم کے پیکٹ اڑانے کی کوشش کی تھی۔"

"چیونگم کے پیکٹ" ڈینی اور فیاض نے بیک وقت دہرایا۔

"مگر میں کسی سے دبلا تھوڑا ہی ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اوہ.... تم کسی تصویر کی پشت پر کوئی تحریر پڑھ رہے تھے۔" فیاض نے کہا۔

”ارے ہاں.... وہ تو بھول ہی گیا.... اس پر لکھا ہوا تھا اسے ہمیشہ یاد رکھنا کہ میری محبت اتنی شدید کبھی نہیں ہوتی کہ میں تمہیں ونولیا کی آئس کریم پر ترجیح دے سکوں....!“

”کیا بات ہوئی....!“ ڈینی حیرت سے فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔

”لاؤ.... وہ تصویر مجھے دو....!“ فیاض نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے جیبوں سے ساری تصویریں نکال کر میز پر ڈھیر کر دیں اور پھر بولا۔ ”تلاش کر لو۔“

فیاض اور ڈینی نے اپنی پیالیاں رکھ دیں اور تصویروں پر جھک پڑے۔ عمران بدستور چسکیاں لیتا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ فیاض اور ڈینی البتہ بہت زیادہ متفکر نظر آ رہے تھے۔

”ان میں سے تو کسی کی بھی پشت پر کچھ تحریر نہیں ہے۔“ فیاض نے کچھ دیر بعد کہا اور عمران اس طرح چونک پڑا جیسے کسی نے بہت زور سے اسے آواز دی ہو۔

”تو میں کیا کروں....!“ اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

”اوہ....!“ فیاض یک بیک اچھل پڑا.... ”تو وہ تم سے وہ تصویر چھین لے گیا۔“

”ہو سکتا ہے یہی ہوا ہو.... میں تو اس وقت دراصل یہ سوچ رہا تھا کہ ونولیا کی آئس کریم میں اگر تھوڑا سا لیموں بھی نچوڑ دیا جائے کیسی رہے گی۔“

”عمران سنجیدگی....!“

”ہاں مسٹر پیکا.... آرر.... یعنی کہ مسٹر ولسن! آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس آدمی کے متعلق پوچھا تھا جس نے مجھ پر حملہ کیا تھا....!“

”میں اس کے متعلق کیا عرض کر سکتا ہوں جناب! لیمپ ٹوٹنے کے بعد اندھیرا ہو گیا تھا اور اندھیرے ہی میں وہ داخل ہوا تھا.... آپ ہی کی طرح میں بھی اس کی شکل نہیں دیکھ سکا....!“

”کیا وہ تصویر ہی لے گیا تھا۔“ فیاض نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”تم نے تصویر اچھی طرح دیکھی تھی۔“

”اچھی طرح دیکھی تھی....!“

”تب تو تم اس آدمی کو کہیں بھی پہچان لو گے جس کی تصویر تھی۔“

”صرف اندھیرے میں پہچان سکوں گا۔“

”کیا مطلب....!“

”وہ کسی کی پرچھائیں تھی۔“

”یار مت دماغ خراب کرو۔“ فیاض جھنجھلا گیا۔

”کالی تصویر سوپر فیاض.... کسی پرچھائیں کی تصویر.... خط و خال واضح نہیں تھے۔“

”کالی تصویر....!“ ڈینی آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔

”اور اس کی پشت پر جو تحریر تھی....“

”بار بار نہیں دہرا سکتا۔ کیونکہ ونولیا کی آئس کریم میری بھی ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔“

فیاض سمجھ گیا کہ وہ یا تو بتانا نہیں چاہتا یا پھر جو کچھ بک رہا ہے وہی درست ہوگا.... عمران ڈینی کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا.... ڈینی کی آنکھیں اب بھی بند تھیں اور اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

عمران نے آہستہ سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا.... اور ڈینی چونک کر استفہامیہ انداز سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”میں سمجھا شاید آپ سو جانے کا ارادہ کر رہے ہیں.... اس لئے شب بخیر....!“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔

”جی نہیں.... جی نہیں! میں دراصل اس کالی تصویر کے تذکرے پر کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مجھے نہیں یاد کہ میں نے کسی کالی تصویر کا تذکرہ کب اور کہاں سنا تھا؟“

”سنا تھا تذکرہ....!“ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یقیناً....! مگر یاد نہیں پڑتا کہ کہاں سنا تھا۔“

”تذکرہ کیا تھا....!“

”خوبصورت لڑکیوں کا تذکرہ تھا.... اور پھر یہ یاد نہیں کہ کالی تصویر کی بات کیسے نکلی تھی! مگر بات تھی کسی کالی تصویر ہی کی۔“

”یاد کرنے کی کوشش کیجئے....!“

”میں کوشش کروں گا آپ کو اس کے متعلق کچھ بتا سکوں۔“

”کب کوشش کریں گے....!“

”دیکھئے دراصل بات یہ ہے کہ مجھے اس آدمی کے متعلق یاد کرنا پڑے گا۔ جس نے تذکرہ چھیڑا تھا۔ چونکہ وہ تذکرہ میرے لئے غیر دلچسپ تھا اس لئے میں نے دھیان نہیں دیا تھا۔ خیر قصہ خواہ کچھ ہو مگر اسے آپ لکھ لیجئے....!“

”ٹھہریئے....!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ڈینی خاموش ہو گیا۔ عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں جیبیں ٹٹولنے لگا پھر اس نے نوٹ بک نکالی اور فاؤنٹین پن سنبھال کر بیٹھ گیا۔

”ہاں.... بولئے.... کیا لکھوا رہے تھے؟“

ڈینی نے حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ”میں کہنا چاہتا تھا کہ قصہ خواہ کچھ ہو اس حادثے میں گلوب سرکس والوں کا ہاتھ ضرور ہے۔!“

عمران نوٹ بک پر لکھنے لگا.... پھر ڈینی کے خاموش ہوتے ہی بولا۔ ”اور کیا لکھوانا چاہتے ہیں؟“

”کیپٹن!“ ڈینی نے عمران کی طرف اشارہ کر کے فیاض سے کہا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔“

”میں یہ چاہتا ہوں۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”کہ مجھے سرکس میں ملازمت مل جائے.... ورنہ سچ مچ یہاں میرے خاموش ہو جانے کے بعد صرف اُلو بولیں گے۔“

”آپ کیا کر سکیں گے۔“

”جو کچھ نہ کر سکوں گا اس پر بھی صبر کر سکوں گا۔“ عمران نے پھر ٹھنڈی سانس لی۔

”بھئی مشورہ ہے کہ جو کچھ یہ کہیں وہی کیجئے!“ فیاض نے ڈینی سے کہا۔

”اوہو! تو کیا آپ اس طرح تفتیش کریں گے۔“

”غالباً!“ فیاض نے جواب دیا۔

”اوہو....! تو میں انہیں مشورہ دوں گا کہ یہ گلوب سرکس میں ملازمت کریں۔“

”میں مجبور ہوں۔“ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

”گلوب کے نام پر میرے ذہن میں کسی ایسے کانے آدمی کا تصور اُبھرتا ہے جس نے اپنے لڑکے کا نام نور العین رکھا ہو اور دوسرے لڑکے کا نام نور الغین رکھ لینے کے بعد مطمئن ہو گیا کہ جملہ حقوق محفوظ ہو گئے ہیں۔“

”کیا بکواس شروع کر دی تم نے!“ فیاض بگڑ گیا۔

”گھونگھٹ میں ڈاڑھی ہلے!“ عمران گردن جھٹک کر بولا۔

اور فیاض سمجھ گیا کہ اب وہ یہاں نہیں بیٹھنا چاہتا۔ اس لئے اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”اچھا مسٹر ولسن! کل صبح پھر آپ کو تکلیف دی جائے گی۔“

”کل شو ضرور ہو گا۔“ عمران بولا۔ ”آپ میریلین کا سوگ نہیں منا سکیں گے۔“ عمران نے ڈینی کو مخاطب کیا۔

”نہیں جناب! میں کم از کم تین دن تک شو نہیں کر سکوں گا.... میریلین کسی بکری کے بچے کا نام نہیں تھا بلکہ وہ بھی....!“

”ہام....!“ عمران نے یک بیک بلند آواز میں جماہی لی اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔ ڈینی چونکہ اس بلند بانگ جماہی کی وجہ سے اپنا جملہ پورا نہیں کر سکا تھا اس لئے وہ غصیلی نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہی بہتر ہو گا مسٹر ولسن کہ کل سرکس بند نہ کیا جائے۔ اگر ہم صبح مجرم پر ہاتھ ڈال سکے تو یہ سوگ منانے سے بہتر ہو گا۔“ کیپٹن فیاض نے کہا۔

* * *

دوسرے دن کیپٹن فیاض نے میریلین کے ساتھی کو اپنے آفس میں طلب کیا۔ یہ ایک جوان العمر اور خوش شکل آدمی تھا۔ صحت بھی بُری نہیں تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں سے ایسی ویرانی ظاہر ہوتی تھی جیسے وہ اپنے کئی کڑیل بیٹوں کو دفن کر کے آیا ہو۔

”تمہارا کیا نام ہے....!“ فیاض نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

”لیموئیل برڈنٹ....!“ اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیا۔

”میریلین سے تمہارا کیا رشتہ تھا۔“

”وہ میری کزن تھی۔“

”جب اس نے تم سے شادی کرنے پر نارضامندی ظاہر کی تھی تو اس سے کتنے دنوں تک نہیں ملے تھے۔“

ایک بے جان سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے کہا۔ ”میں اسے بہت پسند کرتا تھا! لیکن شادی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوا تھا.... وہ میری کزن تھی.... میرے چچا کی لڑکی بس اتنا ہی رشتہ تھا اور شاید یہ رشتہ اس سے آگے کبھی نہ بڑھ سکتا۔“

”اچھا تو وہ کسی اور سے کورٹ میرج کر رہی تھی۔“

”مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے....!“

”حقیقت.... لڑکے.... حقیقت....!“ فیاض میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

”میں حقیقت ہی عرض کر رہا ہوں جناب!“ اس نے مضمحل آواز میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھیں بدستور ویران رہیں۔ حالانکہ فیاض کا یہ سوال اشتباہ آمیز تھا۔ پھر یہی بات ہو سکی تھی کہ اس نے اس سوال پر دھیان ہی نہیں دیا تھا ورنہ ان سپاٹ آنکھوں میں بے چینی کی لہریں ضرور نظر آتیں۔ فیاض نے بھی اس کی آنکھوں پر خصوصیت سے نظر رکھی لیکن ابھی تک وہ معمول ہی پر رہی تھیں! وہ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ ”دیکھو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہی تمہارے لئے کافی ہو گی۔“

”اب جو کچھ بھی ہو جناب!.... ہمارے پیشے میں موت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خود میری ہی نظروں میں درجنوں افراد ایسے گذرے ہیں جنہیں جھولے سے گر کر اپنی ریڑھ کی ہڈی کا ماتم کرنا پڑا تھا یا پھر وہ ماتم کے قابل ہی نہیں رہ گئے تھے۔“

اس سوال کے جواب پر فیاض کو بڑا غصہ آیا تھا۔ لیکن اس نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا.... چند لمحے اس نے پھر اسے گھورتے رہنے میں صرف کئے اس کے بعد بولا۔ ”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ایک ایسی سوئی کی کہانی سناتی ہے جو مرنے والی کے سینے سے نکالی گئی تھی اور یہ سوئی اتنی زہریلی ثابت ہوتی ہے کہ آدمی کو چبھن کی شکایت کرنے کا موقعہ نہیں مل سکتا۔“

فیاض کو اس کی سپاٹ آنکھوں میں کچھ تبدیلیاں نظر آئیں مگر یہ تبدیلیاں خوف کی طرف اشارہ نہیں کرتی تھیں بلکہ انہیں خاص حیرت کی لہریں کہا جا سکتا ہے.... اس نے دو تین بار پلکیں جھپکائیں اور پھر بڑبڑایا۔

”یقیناً یہ چیز میرے خلاف جا سکتی ہے۔“

”پھر....!“ فیاض کی آواز میں چیلنج تھا۔

”میں کیا عرض کر سکتا ہوں جناب! اگر یہ جرم مجھ سے سرزد ہوا ہو گا تو دنیا کی کوئی قوت مجھے نہ بچا سکے گی۔“

”اوہو.... تم یہ کیوں سمجھ رہے ہو کہ میں تمہیں پھانسی دلوانے پر تلا بیٹھا ہوں۔“

”میں یہ نہیں سمجھا جناب!.... مگر حالات میرے موافقت میں نہیں ہیں۔“

”اس کا حلقہ احباب تو کافی وسیع رہا ہو گا۔“

”محدود تھا جناب! وہ اپنا وقت نہیں برباد کرتی تھی اسے اپنے فن کے مظاہرے کا بڑا شوق تھا اور وہ اپنا زیادہ تر وقت مختلف قسم کی مشقیں بہم پہنچانے میں صرف کرتی تھی۔“

”کچھ نہ کچھ دوست تو رہے ہی ہوں گے۔“

”دوست نہیں! ملنے والے کہئے اور وہ سرکس میں کام کرنے والے ہی ہو سکتے ہیں۔“

”کبھی کسی ایک دوست نے دوسرے دوست کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی بھی کی تھی۔“

”میں سمجھ رہا ہوں آپ جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں! لیکن میرے علم میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے۔“

”کسی ایسے ملنے والے کا نام بتاؤ جس سے وہ نسبتاً زیادہ مانوس رہی ہو! یا وہ ملنے والا ہی اس سے زیادہ قریب ہونے کی کوشش کرتا رہا ہو۔“

”سرکس کا ہر جوان آدمی اور ایک ایک تماشائی ایسے آدمیوں کی فہرست میں آ سکتا ہے جنہوں نے اس سے قریب ہونے کی کوشش کی ہو۔“

کچھ دیر کے لئے فیاض خاموش ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب کس زاویے سے آغاز کرے۔ دفعتاً اس نے کہا۔ ”میریلین کو تصویریں جمع کرنے کا شوق تھا۔“

”جی ہاں.... بہت زیادہ.... اکثر بعض نئے ملنے والوں سے بھی ان کی تصاویر کی فرمائش کر بیٹھتی تھی۔“

”اور وہ تصویروں کا مجموعہ دوسروں کو بھی دکھاتی رہی ہو گی۔“

”جی ہاں بالکل اسی بچے کی طرح جس نے بہت سارے خوش رنگ پتھر جمع کر رکھے ہوں۔ دراصل اس کے مزاج میں بچکانہ پن بھی بہت زیادہ تھا۔ جس کی بناء پر اکثر لوگ غلط فہمی میں بھی مبتلا ہو جایا کرتے تھے۔“

"اچھا تو مجھے ان ہی لوگوں کے متعلق بتاؤ جو کبھی غلط فہمی میں مبتلا ہوئے ہوں۔"

"یہ بھی بہت مشکل ہوگا جناب! ویسے حقیقت تو صرف یہ ہے اکثر میں نے ہی غلط فہمی کے امکانات کے متعلق سوچا ہے.... لیکن وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کتنے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہوئے ہوں گے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ تم وثوق کے ساتھ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے.... خیر تو اس کی تصاویر کا مجموعہ تم نے بھی دیکھا ہوگا۔"

"ہزاروں بار....!"

"کیا تم نے ان میں کبھی کوئی کالی تصویر بھی دیکھی تھی۔"

"کالی تصویر....!" اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ "یقیناً اس کے پاس ایک ایسی تصویر تھی۔"

"وہ تصویر کس کی تھی۔"

"میں کیا عرض کروں جناب! مجھے اس نے اس تصویر کے متعلق کبھی کچھ نہیں بتایا۔"

"اس کی پشت پر کوئی تحریر بھی تھی؟" فیاض نے پوچھا۔

"جی ہاں.... تحریر تھی۔" اس نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا....؟"

"اسے ہمیشہ یاد رکھنا کہ میری محبت اتنی شدید نہیں ہوتی کہ میں اسے اپنی آن پر ترجیح دے سکوں۔"

فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ اسے یقین ہوگیا کہ عمران نے اس تصویر کے سلسلے میں اسے اندھیرے میں رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن مقصد کیا تھا۔

"ہاں....!" فیاض نے اسے پھر مخاطب کیا۔ "کیا تم بتا سکو گے کہ وہ تصویر کس کی تھی۔"

"میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ اس نے مجھے اس تصویر کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"چونکہ مجھے اس سے دلچسپی نہیں تھی اسلئے میں نے اسے بتانے پر کبھی مجبور بھی نہیں کیا۔"

"مگر اس تحریر کے متعلق تو ہر ایک الجھن میں پڑ سکتا ہے....!"

"ہاں....! مگر میں نہیں۔"

"کیوں؟"

"کیوں کہ میری موجودگی ہی میں اس نے اس تصویر کی پشت پر وہ جملہ تحریر کیا تھا۔"

"کس نے؟"

"میریلین نے....!"

"کیا بک رہے ہو....!"

"جی....!" وہ چونک پڑا۔

"وہ تحریر میریلین کے ہاتھ کی تھی۔"

"جی ہاں.... جناب! اس نے میری موجودگی میں اس کی پشت پر لکھا تھا.... میں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ تصویر کس کی تھی لیکن کوئی جواب دینے کی بجائے اس نے اس کی پشت پر لکھنا شروع کر دیا تھا.... میں نے بھی اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔"

"لیکن اس تصویر کے متعلق الجھن میں ضرور مبتلا ہو گئے ہو گے۔"

"قدرتی بات ہے.... مگر وقتی طور پر.... حقیقتاً میں نے اس تصویر کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔"

"کیوں؟ کیا وہ ایک عجیب و غریب تصویر نہیں تھی۔ فرض کرو تم اپنی ایسی کوئی تصویر بنواتے ہو تو....!"

"مجھ سے بھی ایسی حماقت سرزد ہو سکتی ہے۔" وہ مسکرایا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم اس وقت تک حراست میں رہو گے جب تک کہ اصلی مجرم ہاتھ نہ لگے۔"

"مجبوری ہے جناب! میں آپکو کسی طرح بھی یقین نہیں دلا سکوں گا کہ یہ جرم میں نے نہیں کیا۔"

فیاض نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبا دیا اور ایک سادہ لباس والا کمرہ میں داخل ہوا فیاض نے قیدی کو لے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک فائل کھول لی۔

وہ الجھن میں پڑ گیا تھا دراصل اس نے نئی رائے قائم کی تھی کہ میریلین کا قتل رقابت ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے.... اور وہی تصویر اس رائے کی محرک معلوم ہوتی تھی۔ لیکن وہ تحریر اگر میریلین ہی کی تھی تو کئی نئے الجھاوے بھی پیدا ہو سکتے تھے۔

* * *

ڈینی ولسن اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں اور انگلیوں میں دبا ہوا سگار بجھ چکا تھا لیکن نہ سگار کا ہوش تھا اور نہ نچلے ہونٹ میں تکلیف کا احساس۔

وجہ یہ تھی کہ شام کا اخبار اس کے سامنے میز پر موجود تھا جس میں میریلین کی لاش کے متعلق بالکل تازہ خبر پہلے ہی صفحے پر دیکھی جاسکتی تھی۔ اس میں ایک ایسی سوئی کا تذکرہ تھا جو پوسٹ مارٹم کے دوران میں مرنے والی کے سینے سے برآمد ہوئی تھی.... اس زہریلی سوئی کو اخبار والوں نے موت کی سوئی قرار دیا تھا.... اور پولیس کی بے بسی کا مضحکہ اڑاتے ہوئے ظاہر کیا تھا کہ اس سال کا سب سے بڑا کیس بھی لازمی طور پر فائلوں ہی کی نظر ہو جائے گا۔ ڈینی نے اس کے بعد پھر کوئی خبر نہیں پڑھی تھی۔ صرف سوچتا رہا تھا۔

دفعتاً چپڑاسی چق ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی شام کا وہی اخبار تھا جو ڈینی کے سامنے پڑا ہوا تھا.... اس نے وہ اخبار میز پر رکھ کر کسی کا رقعہ بھی ڈینی کی طرف بڑھا دیا۔

”کس نے دیا ہے!“ ڈینی نے پوچھا۔

”رنگ ماسٹر نے جناب!“ چپڑاسی نے کہا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

”جناب عالی!“ رقعے میں تحریر تھا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس اعلان کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ اعلان آپ کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے تو ہمیں بھی پہلے ہی سے باخبر ہونا چاہئے تھا.... پھر میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس ٹریجڈی کے دوسرے ہی دن شو کرنے میں کون سی عقل مندی پنہاں ہے۔ اس سلسلے میں نہ تو ملازمین کو آپ سے ہمدردی ہو سکتی ہے اور نہ تماشائیوں کو.... کچھ تعجب نہیں کہ آپ کو کسی بڑے خسارے سے دوچار ہونا پڑے.... اور پھر یہ ڈیوک آف ڈھمپ کون ہے جو اپنے کمالات دکھائے گا.... ملازمین جلد اس کی وضاحت چاہتے ہیں! تاخیر آپ کے لئے مضر ہو گی میں اپنا فرض سمجھ کر آپ کو آگاہ کر رہا ہوں۔“

ڈینی نے رقعہ رکھ کر پیپر ویٹ سے دبا دیا اور اخبار کے صفحات الٹنے لگا اور پھر اسے وہ اعلان مل ہی گیا۔

”مفت بالکل مفت!

آج آٹھ بجے شب سے نو بجے تک ڈیوک آف ڈھمپ کے کمالات مفت دیکھئے۔ پیکاک سرکس کی نئی دریافت ڈیوک آف ڈھمپ۔ پہلی بار منظر عام پر .... کمالات کا پہلا مظاہرہ مفت.... داخلے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ اگر پنڈال ناکافی ہوا تو قناتیں کھول دی جائیں گی.... زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیے۔“

ڈینی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا.... یہ اس کی تباہی کا سامان تھا.... کچھ دیر تک وہ اسی طرح بیٹھا رہا پھر چپڑاسی سے بولا۔ ”رنگ ماسٹر کو بھیج دو۔“ پھر اس نے فون پر کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔

”ہیلو....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”میں ڈینی ہوں جناب!“ ڈینی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”یہ آپ لوگوں نے کیا کیا۔ میرا اشارہ اس اعلان کی طرف ہے جو ”نئی روشنی“ کی تازہ اشاعت میں نظر آرہا ہے۔“

”ہاں....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”مجھے علم ہے! تمہارے لئے ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی ہے لیکن تمہیں اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ بس تھوڑی سی محنت کرنا پڑے گی۔“

”لیکن آخر ایسا کیوں کیا گیا ہے جناب! کتنی بڑی بدنامی کی بات ہے۔ سرکس میں کام کرنے والے مجھ سے خفا ہو گئے ہیں اور ہڑتال کر دینے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔“

”انہیں سمجھانے کی کوشش کرو کہ یہ گلوب سرکس والوں کی حرکت ہے۔“

”اوہ....!“

”اور اس اعلان کے خلاف ایک رپورٹ درج کرادو۔“

”مگر ان لوگوں کے لئے کیا کروں گا جو اس اعلان پر یہاں چلے آئیں گے۔“

”پنڈال کے چاروں طرف باہر لاؤڈ سپیکر کے ہارن فٹ کرادو اور اس پر برابر اعلان کراتے رہو کہ یہ اعلان کسی دشمن کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے۔ ہم تو میریلین کا سوگ منا رہے ہیں ہمارے یہاں تین دن تک کسی قسم کا پروگرام نہیں ہو گا۔“

”بہت بہتر جناب!“ ڈینی کی آواز کانپ رہی تھی... دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

کچھ دیر بعد رنگ ماسٹر دفتر میں داخل ہوا.... یہ ایک پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

”بیٹھ جاؤ....!“ ڈینی نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

ڈینی چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”کیا تم لوگ مجھے اتنا ہی برا آدمی سمجھتے ہو۔“

”اوہ.... تو کیا وہ اعلان....!“ رنگ ماسٹر چونک پڑا۔

”وہ میری طرف سے نہیں شائع کرایا گیا۔ گلوب والے ہر طرح سے ذلیل کرنے کی کوشش رہے ہیں.... میرے خدا.... اب کیا ہو گا۔ شاید میں آج ہی برباد ہو جاؤں۔“

"نہیں جناب ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پامردی سے اس طوفان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ پولیس کو پورٹ کیجئے! مدد کے لئے درخواست کیجئے۔ ورنہ تماشائیوں کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔"

"پنڈال کے چاروں طرف ہارن فٹ کرادو....!" ڈینی نے کہا "اور برابر اعلان کرتے رہو کہ یہ کسی دشمن کی حرکت ہے۔ ہم تین دن تک میر یلین کا سوگ منائیں گے۔"

"بہت بہتر جناب! آپ یقین کیجئے کہ اب گلوب والوں کی موت کے دن قریب آگئے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ کتنا دم ہے ان میں۔"

"نہیں.... میں کمینہ پن میں جرہارڈی کا مقابل نہ ہو سکوں گا۔"

"جرہارڈی....!" رنگ ماسٹر بُرا سامنہ بنا کر بولا۔ "میں دیکھوں گا کہ جرہارڈی کتنا کمینہ ہے۔"

"نہیں.... ماسٹر! ہم کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کریں گے۔"

"آپ کی شخصیت اس سے الگ ہی رہے گی۔"

"نہیں میں اپنے کسی ساتھی کو بھی غلط راستوں پر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ ہم ان لوگوں سے قانونی زور آزمائی کریں گے۔"

"اچھا تو ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔" رنگ ماسٹر اٹھ گیا۔

"اس حلقے کے پولیس اسٹیشن پر رپورٹ بھی درج کرادو۔" ڈینی نے کہا۔

"بہت بہتر جناب۔" رنگ ماسٹر نے کہا اور باہر چلا گیا۔

ڈینی کے چہرے پر تفکر کے آثار تھے اور وہ آہستہ آہستہ اپنا بایاں گال کھجا رہا تھا۔ بائیں آنکھ بند ہو گئی تھی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....!" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"یس، اِٹ از ڈینی....!"

"ٹینی نہیں!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "وہ جس کی دم پر پیسہ ہوتا ہے۔"

"کون ہے؟" ڈینی بُرا سامنہ بنا کر غرایا۔

"ڈیوک آف ڈھمپ....!"

"اوہ.... فرمایئے۔" ڈینی بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"مجھے یاد آگیا ہے کہ میں نے کالی تصویر کا تذکرہ کہاں سنا تھا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ڈینی کی بھنویں تن گئیں اور اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "میں ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"اوہ.... میں دراصل بہت غم زدہ آدمی ہوں.... اور صرف رونا رلانا چاہتا ہوں...!"

"جی ہاں.... یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں.... اور آپ کی یہ خواہش بہ آسانی پوری ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ آپ آج سات بجے یہاں تک آنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔"

"مگر شاید آج میں اپنے کمالات کا مظاہرہ نہ کر سکوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میرے لئے یہ طوفان بدتمیزی بے حد تکلیف دہ ہوگا جناب!"

"کالی تصویر کی بات کرو۔"

"آپ یہاں تشریف لایئے۔"

"میں بھی اسی ہنگامے کے وقت پہنچوں گا۔"

"آپ کا عہدہ کیا ہے جناب! معاف کیجئے گا یہ سوال کچھ بے ہودہ سا ہے۔ مگر پھر بھی جسارت کر رہا ہوں۔"

"میں جوکر کا پیش کار ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا....!"

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

"قصور تو میرے مقدر کا ہے۔"

ڈینی نے ریسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا۔

وہ ایک بار پھر اخبار الٹنے لگا لیکن اب اسے اس اعلان سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔ وہ تو دراصل میر یلین کی لاش میں پائی جانے والی سوئی کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اس سے تعلق رکھنے والی خبر کو اب تک کئی بار دہرا چکا تھا.... مگر حیرت تھی کہ اس پُر اسرار تصویر کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا تھا جو انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ پولیس افسروں سے چھین لی گئی تھی۔

کالی تصویر.... وہ اس کے لئے ایک مستقل الجھن! اسے افسوس تھا کہ پچھلی رات اس نے اس کا تذکرہ کیوں چھیڑا تھا۔

◆

عمران اور کیپٹن فیاض سڑکیں ناپ رہے تھے۔ سورج ابھی ابھی غروب ہوا تھا۔

"کیوں خواہ مخواہ مجھے تھکاتے پھر رہے ہو۔" فیاض بڑبڑایا۔

"پیدل چلنے سے معدہ ہضم ہو جاتا ہے... معدہ... نہیں... خیر.... کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا۔"

"میں کہتا ہوں! کہاں چل رہے ہو۔" فیاض جھلا گیا۔

"فی الحال ہم سڑک پر چل رہے ہیں۔"

"عمران....! میں تمہیں یہیں پیٹنا شروع کر دوں گا۔"

"بڑا مزہ آئے گا سوپر فیاض.... آج یہ تجربہ بھی سہی۔!"

"جہاں چلنا ہو مجھے بتاؤ۔ میں ٹیکسی کر لوں....!" فیاض نے غصیلی آواز میں کہا۔

"کیا کرو گے تم! ابھی حال ہی میں شادی بھی کر چکے ہو۔"

"اچھا چلو....!" فیاض گردن جھٹک کر بولا۔ "میں بھی دیکھوں گا کہ تم کتنا پیدل چل سکتے ہو۔"

"ادھر تھکا ادھر تمہاری پیٹھ پر.... ٹخ ٹخ ٹخ....!"

اس طرح عمران اسے پیکاک سرکس تک پیدل لے آیا۔ یہاں میدان سے سڑک تک سر ہی سر دکھائی دے رہے تھے اور سرکس کے پنڈال کا مائیکروفون برابر چیخ رہا تھا۔ "بھائیو! ہم اپنی بہترین فنکار میریلین کا سوگ منا رہے ہیں! ہمارے اسی دشمن نے یہ شوشہ بھی چھوڑا ہو گا جو میریلین کی موت کا باعث بنا ہے۔ ہم تین دن تک سوگ منائیں گے.... بھائیو....!"

"کیسی مصیبت میں پھنسا دیا تم نے بیچاروں کو....!" فیاض بڑبڑایا۔

"ارے تو تم نے روکا کیوں نہیں تھا مجھے۔!" عمران شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ "تم جانتے ہو کہ میرا دماغ آج کل ریڈیو بخارستان کی قوالیاں سن سن کر بہت کمزور ہو گیا ہے۔"

"میں کہاں سے یہ وبال لے بیٹھتا ہوں۔" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیسا وبال....!"

"تم وبال ہی ہو....!"

"یار اردو سیکھو! اسے وبال نہیں بوال کہتے ہیں۔"

"میں کہتا ہوں تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔"

"ارے تو کیا گود میں اٹھا کر لایا تھا۔ اگر نہیں آنا چاہتے تھے تو انکار کر دیتے !"

فیاض دانت پیس کر رہ گیا۔ کسی پبلک مقام پر وہ عمران سے ڈرتا ہی رہتا تھا پتہ نہیں کب اور کس کے سامنے کیا کہہ بیٹھے....!

کچھ دیر تک کوئی مائیکروفون پر حلق پھاڑتا رہا پھر بھیڑ چھٹنے لگی۔ پانچ چھ کانسٹیبل بھی اس بھیڑ میں نظر آ رہے تھے مگر عضو معطل کی طرح! اتنے بڑے مجمعے پر اثر انداز ہونا ہنسی کھیل نہیں تھا اگر مائیکروفون کی چیخ دھاڑ بروقت نہ شروع ہوتی تو پنڈال کے پرخچے اڑ جاتے۔

کچھ دیر بعد میدان خالی ہو گیا۔ بہت تھوڑے سے افراد کہیں کہیں رک گئے تھے اور غالباً وہ اسی مسئلے پر بحث کر رہے تھے۔

عمران ڈینی کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ فیاض کو بہر حال اس کا ساتھ دینا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ دل ہی دل میں اس نے عمران کو ہزاروں سلواتیں سنا ڈالی ہوں۔

عمران نے اجازت لئے بغیر چق ہٹائی اور اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ڈینی ایک دوسرے یوریشین سے جھگڑ رہا تھا۔ بولتے ہوئے دونوں کی آوازیں بلند ہو جاتی تھیں۔

دوسرا یوریشین دراز قد اور بہترین قسم کے کسرتی جسم کا مالک تھا۔ چہرے پر بھوری فرنچ کٹ ڈاڑھی تھی۔ اس کی آواز بھی ڈینی کی آواز پر بھاری پڑتی تھی وہ کہہ رہا تھا۔ "تم دغا باز ہو تم جھوٹے ہو۔ تم نے مجھے بدنام کرنے کے لئے یہ جال پھیلایا ہے۔"

"یہ تو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے تمہارے لئے جال پھیلایا ہے یا تم نے میرے لئے۔"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟" ڈاڑھی والا غرایا۔

"کچھ بھی نہیں....!" ڈینی نے لاپروائی سے کہا پھر سنبھل کر بولا۔ "میرے آدمیوں نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ تم کیوں دوڑے آئے ہو اگر تمہارے ہاتھ ملوث نہیں تھے....!"

"خاموش رہو....!" ڈاڑھی والا گرجا۔

عمران نے مڑ کر ہاتھ کے اشارے سے فیاض کو باہر ہی ٹھہرنے کے لئے کہا۔ عمران اتنی آہستگی سے داخل ہوا تھا کہ دونوں ہی اب تک اس کی موجودگی سے بے خبر رہے تھے۔

دفعتاً عمران نے اپنے حلق سے ہلکی سی آواز نکالی.... اور وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے.... عمران کے چہرے پر حماقت طاری تھی.... ڈینی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ

کھولے ہی تھے کہ عمران جلدی سے جھک کر بولا۔

”چائے لاؤں جناب۔“

”نن.... نہیں....!“ ڈینی بوکھلا گیا۔

ڈاڑھی والا پھر ڈینی کی طرف متوجہ ہو کر گرجنے لگا۔ ”تمہارے تمام آدمی کہتے پھر رہے ہیں کہ میریلین کی موت میں جرہارڈی کا ہاتھ ہے۔ لہٰذا اس وقت بھی جو کچھ ہوا ہے اس کے لئے بھی جرہارڈی ہی بدنام ہوگا۔ تمہیں شرم آنی چاہئے....!“

”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے....!“ ڈینی غرایا۔ ”اگر وہ کہتے ہیں تو مجھ پر اس کی ذمہ داری کیسے عائد ہو سکتی ہے۔“

”خیر.... میں بھی دیکھوں گا۔!“ ڈاڑھی والا کرسی کھسکا کر اٹھتا ہوا بولا۔ ”ایسے طوفان میں نے کئی دیکھے میں ان سے نپٹنا بھی جانتا ہوں۔“

وہ باہر نکلا چلا گیا۔ عمران نے اپنے شانوں کو جنبش دی اور احمقانہ انداز میں مسکرانے لگا۔

”جرہارڈی! گلوب کا مالک....!“ ڈینی آہستہ سے بولا۔

دفعتاً جرہارڈی پھر پلٹ آیا۔ اب وہ عمران اور ڈینی کو باری باری گھور رہا تھا۔

پھر اچانک وہ ڈینی کو گھونسہ دکھا کر بولا۔ ”میں سمجھتا ہوں تمہاری چالیں اور تم اس لڑکی کے قتل کا الزام میرے سر تھوپنا چاہتے ہو۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ ایک بڑا افسر باہر موجود ہے.... اور اس نے یقینی طور پر ہماری گفتگو سنی ہے! تم زبردستی مجھے گھیرنا چاہتے ہو.... خیر.... دیکھا جائے گا.... تم سے جو کچھ بھی ہو سکے اس میں کمی نہ کرو۔“

”تم جا سکتے ہو....!“ ڈینی حلق پھاڑ کر چیخا۔

اور جرہارڈی بڑی تیزی سے دروازے میں مڑ گیا۔

ڈینی کانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں.... شاید غصے کی وجہ سے اب اسے زبان ہلانے میں بھی دشواری محسوس ہو رہی تھی ویسے چہرے سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔

عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اچانک کیپٹن فیاض اندر آ گیا اور سب سے پہلے اس کی نظر ڈینی ہی پر پڑی۔ ڈینی اسے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔

فیاض نے عمران کی طرف دیکھا جو مسمسی صورت بنائے ایک گوشے میں کھڑا تھا۔

”وہ بہت غصے میں تھا۔!“ فیاض نے ڈینی سے کہا۔

”تشریف رکھئے جناب! جی ہاں وہ بہت غصے میں تھا۔“

”وہ خود ہی آیا تھا یا تم نے اسے فون پر چھیڑا تھا۔“

”میں ایسے کندۂ ناتراش لوگوں کیطرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا! ان سے گفتگو کیا کروں گا۔“

”آپ بھی تشریف رکھئے جناب!“ ڈینی نے عمران سے کہا۔

”کالی تصویر! مسٹر پیکاک!“

”میرا نام ڈینی ولسن ہے جناب!“ ڈینی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

”کالی تصویر!“ عمران نے چھت کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔

”دیکھئے....!“ ڈینی فیاض کی طرف دیکھ کر بولا۔ ”لیمی اس وقت حراست میں تھا جب اس نامعلوم حملہ آور نے اندھیرے میں تصویر پر ہاتھ صاف کیا تھا۔“

”آہا ٹھہرو....!“ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”لیمی کا میریلین سے کیا رشتہ تھا۔“

”غالباً وہ اس کی کزن تھی۔“

”ہاں.... اچھا ٹھیک ہے۔ وہ اس وقت حراست ہی میں تھا.... پھر!“

”اس لئے یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ وہ حملہ آور لیمی ہی رہا ہوگا۔“

”یہ سوچنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔“

”میں نے کالی تصویروں کے سلسلے میں اس کا نام سنا تھا۔“

”یعنی کہ.... واہ.... نہیں یہ تو قطعی غلط ہے۔“ عمران ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔

”کیا غلط ہے؟“ ڈینی نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

”تم خواہ مخواہ اس شریف آدمی کو پھانسی دلوانا چاہتے ہو۔ بھلا کالی تصویر سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“

”آپ سے گفتگو کرنے کے لئے نہ میں زبان رکھتا ہوں اور نہ آپ کی باتیں سمجھنے کے لئے دماغ....!“ ڈینی نے خشک لہجے میں کہا۔

”کالی تصویر سے متعلق تم نے کیا بتا تھا۔“ فیاض نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

”اسے غیر واضح تصاویر کھنچوانے کا خبط ہے۔“

”یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی؟“

”مجھے یاد آئی تھی جناب!“ ڈینی نے طویل سانس لے کر کہا۔

”پھر تم نے اسے چھپایا کیوں تھا۔“ فیاض کے تیور بدل گئے۔

”اگر وہ آپ کی حراست میں نہ ہوتا اور اندھیرے میں کسی نے تصویر چھینی ہوتی تو میں حتمی طور پر آپ کو اس سے آگاہ کر دیتا کہ وہ لیموئیل برڈنٹ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”کیا آپ نے اس قسم کی تصویریں اسکے پاس دیکھی تھیں۔“ عمران غیر متوقع طور پر بول اٹھا۔

”نہیں مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔“

”پھر آپ نے کیسے کہہ دیا۔“

”اوہو! میں نے بھی کسی سے سنا ہی تھا۔“

”کس سے سنا تھا۔“

”سرکس ہی کی ایک لڑکی نے ایک بار بتایا تھا۔“

”کیا بتایا تھا.... !“

”یہی کہ لیمی کے البم میں اس کی تقریباً نصف درجن ایسی تصویریں ہیں جو مختلف زاویوں سے کھینچوائی گئی ہیں مگر سب پر چھائیاں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسی ہی تصویریں کھنچواتا ہے اور اپنے مداحوں کو بھیجتا ہے۔ اس کے پاس بہتیری لڑکیوں کے خطوط آتے ہیں جو اس سے خط و کتابت جاری رکھنے کی اور اس کی تصویر حاصل کرنے کی خواہش مند ہوتی ہیں۔“

”اس لڑکی کا نام اور پتہ! جس سے یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں!“ فیاض نے جیب سے نوٹ بک اور قلم نکالتے ہوئے کہا۔

”پیکسی ڈیوڈسن.... یہیں رہتی ہے۔ گیارہویں چھولداری میں۔“

فیاض نے نام نوٹ کر کے نوٹ بک بند کرتے ہوئے کہا۔ ”تم اس سے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کرو گے۔“

”نہیں کروں گا۔“ ڈینی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مگر تم نے جرہارڈی کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔“

”آپ نے دیکھا کہ وہ آپ کی موجودگی کا علم ہو جانے کے باوجود بھی بادلوں کی طرح گرج رہا تھا۔“

”ہاں میں نے سنا تھا.... تم اس کی فکر نہ کرو۔“

”تو کیا وہ اسی طرح یہاں آکر میری توہین کرتا رہے گا۔“

”وہ تمہارا نجی معاملہ ہے۔ اس کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دو۔“

ڈینی کچھ نہ بولا۔ مگر شاید اسے فیاض کے جواب پر غصہ آگیا تھا۔ وہ اپنا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھا رہا۔

عمران نے فیاض کو اٹھ جانے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں کچھ کہے بغیر باہر نکل گئے۔ ڈینی انہیں غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا۔

◆

پیکسی چھوٹے قد کی ایک گڑیا سی لڑکی تھی۔ ساتھیوں سے اس کے تعلقات اچھے تھے۔ ہنسوڑ اور ہر دلعزیز تھی اسے صرف اسی وقت غصے میں دیکھا جا سکتا تھا جب اسے چھینکیں آرہی ہوں! چھینکوں کے دورے اس پر اچانک پڑتے تھے اور پھر وہ چھینکتی ہی چلی جاتی تھی.... اور یہ نہ رکنے والی چھینکیں اسے اکثر اتنا غصہ دلا دیتی تھیں کہ وہ دوسروں کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر اپنے منہ پر تھپڑ مارنا شروع کر دیتی تھی۔

یہ دورے قطعی غیر متوقع ہوتے تھے۔ اس لئے جب وہ شو کے لئے تیار ہونے لگتی تھی تو اسے ایسی دوائیں بھی استعمال کرنی پڑتی تھیں جو نزلے کی تحریک کو فوری طور پر روک سکیں۔ ویسے جب وہ رسے پر چھتری سنبھالے ہوئے دوڑ لگاتی تھی تو نیچے کافی احتیاط سے جال پھیلائے جاتے تھے کیونکہ کئی بار ایسا ہو چکا تھا کہ رسے پر چلتے وقت چھینکوں کے دورے پڑ گئے تھے اور وہ کسی پتھر کے ٹکڑے کی طرح نیچے تنے ہوئے جال پر آگری تھی.... وہ اس کی ایک بہت بڑی کمزوری تھی لیکن تماشائی اس سے بھی محظوظ ہوتے تھے.... اور وہ لوگ جو اکثر پیکاک سرکس کے شو دیکھنے کے لئے آتے رہتے تھے خصوصیت سے پیکسی کی چھینکوں کے منتظر رہتے تھے، مگر یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ ہر شو میں اس پر دورے ہی پڑتے رہیں.... زیادہ تر ایسا ہوتا تھا کہ وہ

بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ اپنا کام ختم کرلیتی تھی۔۔۔۔!

آج تین دن کے بعد پھر اسے شو کے لئے تیاری کرنی تھی۔ لیکن یہ چھینکیں۔۔۔۔! یہ بھی غنیمت تھا کہ وہ شو سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن غصہ تو بہر حال آتا تھا۔ مگر وہ اپنے گالوں پر تھپٹر نہ لگا سکی کیونکہ چھولداری کے باہر سرکس کا ایک نیا فن کار کھڑا اندر آنے کے لئے اجازت طلب کر رہا تھا۔

”ابھی۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔!“ وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”چھین۔۔۔۔ میں چھین۔۔۔۔ چھین۔۔۔۔ چھینک رہی ہوں۔۔۔۔!“

”میں آپ کو چھینکنے سے نہیں روکوں گا۔“ نئے فنکار نے کہا۔

اور پیکسی کو اس پر شدید غصہ آیا کہ وہ چھینکنا بھول گئی۔ پتہ نہیں چھینکوں کی طرف سے توجہ ہٹ جانے کی وجہ سے سکون ہو گیا تھا یا دورہ ہی ختم ہو چکا تھا۔

پیکسی نے ناک پر رومال رکھ کر نتھنوں کو اتنا مسلا کہ وہ سرخ ہو گئے۔ پھر ”شوں شوں“ کرتی ہوئی غصیلی آواز میں بولی۔ ”آجاؤ۔۔۔۔ آجاؤ۔۔۔۔ تمہیں دوسروں پر رحم بھی آنا چاہئے۔ یہاں لوگوں کو مجھ سے ہمدردی ہے کوئی میرا مذاق نہیں اڑاتا۔“

”مم۔۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔ ہمدردی ہے۔“ وہ چھولداری میں داخل ہوتا ہوا ہکلایا۔

”کیا ہمدردی ہے۔۔۔۔!“

پیکسی اسے گھورتی رہی اس کے چہرے پر رہنے والی حماقت اسے اور زیادہ غصہ دلا رہی تھی۔۔۔۔ اُس نے سوچا کہ آخر یہ ڈفر کون سا کارنامہ سرانجام دے گا۔ کیا کرے گا۔۔۔۔ سرکس کے مالک اور منیجر ڈینی ولسن نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ریہرسل کرے اور اسے اسی کے ساتھ کام کرنا ہو گا۔

”ریہرسل میں کیا ہو گا۔“ اس نے جھلا کر پوچھا۔

”تم سر کے بل کھڑی ہو جانا اور میں تمہاری کمر پر لاتیں رسید کروں گا۔“

”کیا مطلب۔۔۔۔!“

”ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔!“ اس نے ایسے انداز میں سر ہلا کر کہا جیسے وہ پیکسی کے کسی سوال کا جواب ہو۔

”تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔“

”نہیں۔۔۔۔!“

”کس گدھے نے تمہیں ملازم رکھا ہے۔“

”مسٹر ڈینی ولسن نے۔۔۔۔ وہ پنڈال میں موجود ہیں اور انہوں نے تمہیں ریہرسل کے لئے بلایا ہے۔“

”اچھی بات ہے تو پھر ڈینی ہی کا دماغ خراب ہو گیا ہو گا۔“

”پتہ نہیں میں نے انہیں ابھی تک ناک سے سگریٹ پیتے نہیں دیکھا۔“

”اچھا خاموش رہو۔“

اجنبی فن کار نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے۔

پیکسی زرد رنگ کے ڈریسنگ گاؤن میں بڑی حسین لگ رہی تھی ڈریسنگ گاؤن کے نیچے سرکس کا مخصوص لباس تھا وہ پنڈال کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔۔!

احمق فنکار اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

”میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم کیا کر سکو گے۔۔۔۔!“ پیکسی نے مڑ کر پوچھا۔

”کمر پر لات رسید کر سکوں گا۔“ بڑی سعادت مندی سے جواب دیا گیا۔

”اگر اس قسم کی کوئی ریہرسل ہوئی تو میری لات ڈینی کی کمر پر پڑے گی۔ مجھے ملازمت کی پرواہ نہیں ہے۔“

وہ پنڈال میں پہنچ گئے۔ لیکن یہاں سناٹا تھا۔ ڈینی کہیں بھی نظر نہ آیا۔ پیکسی غصے کے انداز میں اس کی طرف مڑی اور فنکار نے کہا۔ ”یقیناً مسٹر ڈینی ولسن بہت زیادہ پئے ہوئے تھے۔ تبھی تو انہوں نے اس قسم کے ریہرسل کے لئے کہا تھا اور اب غائب ہی ہو گئے ہیں۔“

”جہنم میں جائیں۔“ پیکسی نے کہا۔ ”مجھے تو تھوڑی دیر مشق کرنی تھی اور تم تو بالکل بیوقوف آدمی معلوم ہوتے ہو آخر تمہیں کس لئے رکھا گیا ہے۔“

اس نے اپنی جیبوں سے لوہے کے دو گولے نکالے اور انہیں زمین پر ڈال دیا۔۔۔۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان گولوں پر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے جسم کو تولتا رہا۔ پھر پیکسی نے ایسا منظر دیکھا کہ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ وہ انہیں گولوں پر چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ اس طرح کہ

نہ اس کے پنجے زمین پر لگتے تھے اور نہ ایڑیاں۔

کسی طرف سے ڈینی بھی آگیا تھا اس کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں تھیں.... احمق گولوں پر چلتا ہوا پیکسی کے قریب آیا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے.... اور پیکسی اس کے ساتھ دوڑتی چلی گئی۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسکیٹنگ کر رہا ہو۔

”اپنا لبادہ اتار دو....!“ احمق نے اس کے ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ ”اب ہم ریہرسل شروع کریں گے!“ پیکسی پہلے ہی مرعوب ہو چکی تھی اس نے چپ چاپ لبادہ اتار دیا۔

اور پھر کچھ دیر بعد اسے سچ مچ لطف ہی آگیا! وہ ہاتھ کے بل احمق کے سر پر تنی کھڑی تھی۔ اس کی ٹانگیں اوپر تھیں اور سر عمران کے سر سے ایک فٹ کے فاصلے پر تھا اور اس کا سارا زور احمق کے ہاتھوں پر تھا.... اور احمق رنگ میں چکراتا پھر رہا تھا۔ ڈینی کسی بت کی طرح ساکت تھا اور اس کی نظر اس کے پیروں پر تھی۔ وہ صرف اتنا ہی دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے پنجے ایڑیاں زمین پر تو نہیں لگتے۔ وہ کافی جاگتے ہوئے ذہن کا آدمی تھا اس لئے وہ دھوکہ تو کھا ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر اسے یہ کہنے کا موقع نہ مل سکا کہ احمق فنکار ابھی کچا ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے پیکسی کو زمین پر اتار دیا اور خود بھی گولوں پر سے اتر آیا۔

◆

پیکسی کے لئے وہ رات حیرت انگیز تھی۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ پیکاک سرکس میں کوئی خاص مقام حاصل کر سکے گی۔ ڈینی کا خیال بالکل صحیح نکلا تھا۔ گولوں پر چلنے والے کے ساتھ پہلے ہی مظاہرے نے اسے کہیں کا کہیں پہنچا دیا تھا۔

مگر وہ احمق کے متعلق الجھن میں پڑ گئی تھی۔ کیونکہ وہ اپنی صحیح شکل و صورت میں تماشائیوں کے سامنے نہیں آیا تھا اور اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ وہ میک اپ بھی بہت اچھا کر لیتا تھا۔ اس کی چہرے پر فرنچ کٹ ڈاڑھی تھی اور باریک مونچھیں.... آنکھوں پر ریملس فریم کی عینک! حالانکہ اس مظاہرے کے سلسلے میں عینک کا استعمال مزید دشواریوں کی وجہ بھی بن سکتا تھا لیکن کیا مجال کہ عینک آنکھوں پر سے کھسکی بھی ہو۔ اس نے بڑی آسانی سے بیس منٹ تک اپنے فن کا مظاہرہ جاری رکھا تھا۔

پیکسی کافی رات گئے تک اس کے متعلق سوچتی رہی اور چونکہ بیس ہی منٹ بہت زیادہ تھکا دینے والے تھے اس لئے سونے میں بھی کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔

دوسری صبح خاصی خوشگوار تھی۔ اس نے بستر ہی پر ناشتہ کیا۔ ویسے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس کا معمول ہی تھا کہ بستر سے اترے بغیر ناشتہ کرتی تھی۔ عادت بُری سہی مگر عادت ہی تھی۔ جسے ترک کر دینا اس کے بس سے باہر تھا۔

ٹھیک آٹھ بجے احمق فن کار بڑی بے تکلفی سے چھولداری کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا.... اور اس پر پیکسی کو غصہ بھی نہیں آیا کیونکہ وہ خود ہی اس سے ملنے کے لئے بے چین تھی۔

”رات تو ہم بہت شاندار رہے۔“ وہ مسکرا کر بولی۔

”میری ڈاڑھی کی وجہ سے....!“ احمق نے سنجیدگی سے کہا۔

”یہ کیا حماقت ہوئی....!“ پیکسی ہنس پڑی۔

”میرا خیال ہے کہ آج کے شو میں تم بھی ڈاڑھی لگا لینا....!“

”کیا بکواس ہے....!“

”دراصل ڈاڑھی ہی مجھے بیلنس کر رہی تھی۔ ورنہ میں گر گیا ہوتا اور تمہاری ہڈیاں بھی سرمہ ہو گئی ہوتیں۔“

”میں تمہیں آج ڈاڑھی نہیں استعمال کرنے دوں گی۔ آخر یہ کیا خبط ہے۔“

”بس شوق ہے مجھے....!“

”تمہارا نام کیا ہے....!“

”عمران....!“

”نام تو اچھا ہے.... مگر تم صورت سے تو اُلو معلوم ہوتے ہو۔“

”اچھی بات ہے....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تم میری توہین کرتی رہو! میں بھی دیکھ لوں گا.... مگر.... تم جانتی ہو کہ ہر آرٹسٹ کے ساتھ کوئی نہ کوئی خبط ضرور ہوتا ہے.... مثلاً یہی دیکھ لو کہ لیمی برڈنٹ کالی تصویروں کے خبط میں مبتلا تھا.... اب اگر میں ڈاڑھی....!“

”ٹھہرو! کیا تم لیمی کو پہلے سے جانتے ہو۔“

”ہاں یقیناً.... ہم دونوں شاداب نگر میں بہت دنوں تک ساتھ رہے ہیں۔ مجھے اس سے

ہمدردی ہے۔"

"مگر پولیس نے اسے گرفتار کرلیا ہے۔!" پیکسی نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ "مجھے بھی اس سے ہمدردی ہے۔ وہ بہت لکھا پڑھا اور فلسفی قسم کا آدمی ہے۔"

"ہائیں....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "یہ تو مجھے نہیں معلوم! شاداب نگر میں وہ صرف ایک کھلنڈرا لڑکا تھا۔"

"تم جانتے ہو کہ وہ کالی تصویریں کیوں کھینچواتا تھا۔"

"نہیں میں نہیں جانتا....! وہ تو میں نے ابھی حال ہی میں سنا ہے۔"

"کالی تصویریں وہ ان لڑکیوں کو بھیجتا تھا جو اسے عشقیہ خطوط لکھتی تھیں اور اس کی تصویر طلب کرتی تھیں۔"

عمران نے قہقہہ لگایا بالکل اسی انداز میں جیسے وہ اسے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہو!

"یہ بہت بُری بات ہے۔ اچھا چلو میں بیوقوف ہی سہی! لیکن....!"

"میں تمہیں بیوقوف نہیں بنا رہی....!"

"پھر کالی تصویروں کے متعلق غلط بیانی سے کیوں کام لے رہی ہو۔"

"میں تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں! وہ ویسے بھی فلسفیوں کی سی باتیں کرتا تھا! میری سمجھ میں تو کبھی نہیں آئیں اس کی باتیں!"

"مگر وہ لڑکیوں کو کالی تصویریں کیوں بھیجتا تھا۔"

"پتہ نہیں....! اس نے اسکے متعلق کبھی کچھ نہیں بتایا! مگر تم اس کا تذکرہ کیوں لے بیٹھے ہو۔"

"وہ میرا دوست ہے....!" عمران دردناک آواز میں بولا۔

"تو پھر کوشش کرو کہ وہ رہا ہو جائے۔ لیمی بہت اچھا آدمی ہے۔ یہاں کبھی کسی کو اس سے کوئی شکایت نہیں رہی۔ سب اس سے خوش تھے۔"

"ہو سکتا ہے....!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ "مگر مجھے یہاں اس کا کوئی ایسا دوست نہیں نظر آیا جو اس کے لئے جان کی بازی لگا سکے۔ اچھا آدمی تو وہی ہو سکتا ہے جس کے لئے دوسرے جان دینے سے بھی گریز نہ کریں۔"

"ایسے لوگ بھی مل جائیں گے، جو اسے پوجتے تھے!" پیکسی مسکرائی۔

"لڑکیاں!" عمران نے بُرا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"نہیں مرد....!"

"ہاہا.... ہو سکتا ہے تم میرے متعلق کہو! کیونکہ میں حقیقتاً....!"

"نہیں تم نہیں!" پیکسی جھنجھلا گئی۔ "رفعت اس کے پسینے کی جگہ خون بہا سکتا ہے۔!"

"کون رفعت....!"

"وہی جو شیروں سے کشتی لڑتا ہے۔"

"اوہ.... وہ سیاہ فام حبشی!"

"تم اسے حبشی کہہ رہے ہو۔ اس کے سینے میں بڑا پُر نور دل ہے! وہ دوستوں کے لئے جان بھی دے سکتا ہے۔ ہر وقت حاضر رہتا ہے۔"

"پھر اس نے لیمی کے لئے کیا کیا ہے!"

"وہ سب کچھ کرے گا مگر قانون کی حدود میں رہ کر۔ لیمی کے فلسفے کا سب سے زیادہ اثر اسی پر ہوا ہے۔"

"ہوں....!" عمران کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر ہنس کر بولا۔ "اگر وہ اپنی تصویر کھنچوائے تو وہ ویسے ہی کالی تصویر کہلائے گی۔"

"میں کہتی ہوں تم اس کا تذکرہ کیوں لے بیٹھے ہو۔"

"پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت دوسروں کے تذکرے میں کھویا رہا کروں۔"

"پہلے تم کہاں کام کرتے تھے....؟"

"پہلے میں کام نہیں کرتا تھا بلکہ کام مجھے کرتا تھا۔"

"یعنی....! اب کیا بتاؤں شرم معلوم ہوتی ہے بہرحال میں اس سے پہلے کسی اچھی حالت میں نہیں تھا۔"

"میں کیسے یقین کرلوں....!"

"کیوں....؟"

"تمہارے ہاتھ کھردرے نہیں ہیں!"

عمران بوکھلا کر اپنے ہاتھ دیکھنے لگا اور ایسا منہ بنا لیا جیسے اس جملے کا مطلب سمجھنے کی کوشش

کر رہا ہو۔!

”تم جھوٹے ہو! تم نے کبھی مفلوک الحالی کی زندگی نہیں بسر کی۔“

”میں کب کہتا ہوں.... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کام میں پہلے کرتا تھا اس کا علی الاعلان اظہار بھی کر سکوں۔ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ میں فاقے کر تا رہا ہوں۔“

”اونہہ.... مجھے کیا؟“ پیکسی نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔

”ہاں.... وہ لڑکی میریلین بھی.... لیمی سے محبت کرتی رہی ہو گی۔“ عمران نے کہا۔

”لیمی سے مجھے بھی بہت محبت ہے! لیکن اب تم اس تذکرے کو یہیں ختم کر دو....!“

عمران خاموش ہو گیا۔ وہ ایک طرف لگی ہوئی چھوٹی سی میز کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر تین چار جاسوسی ناول پڑے ہوئے تھے۔

”مجھے بھی جاسوسی ناول بہت پسند ہیں!“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ ”کہانی کا لطف صرف انہیں میں ہوتا ہے۔“

”ارے! میں تو خود بھی جاسوس ہو گئی ہوں! انہیں پڑھ پڑھ کر....!“ پیکسی ہنس کر بولی۔

”نہیں! میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔ تم اتنی ذہین ہو نہیں سکتی۔!“ عمران نے بہت بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ لہجے میں حقارت تھی۔ پیکسی یک لخت سرخ ہو گئی۔

”تم کیا سمجھتے ہو خود کو....!“ اس نے غصے کے لہجے میں کہا۔ ”جاؤ! کسی اور سے پوچھو کالی تصویروں کے متعلق! کسی کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو گا۔“

عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”اگر کسی کو علم نہیں تھا تو اس کا تذکرہ میری زبان پر کیسے آیا....!“

”تمہیں.... ماسٹر ڈینی سے معلوم ہوا ہو گا! اسے علم ہے اور میں نے ہی اسے بتایا تھا.... اور یہ بات بھی صرف میں ہی جانتی ہوں کہ رفعت لیمی کے لئے جان بھی دے سکتا ہے اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ لیمی رفعت کو منہ لگاتا ہو گا۔ کیونکہ رفعت سے سبھی نفرت کرتے ہیں۔ اسے حقیر سمجھتے ہیں۔ ارے خود تم ہی اسے حبشی کہہ رہے تھے۔ سیاہ فام کہہ رہے تھے۔ تم! جو شاید اسی کی قوم اور مذہب سے تعلق رکھتے ہو۔“

”یہ تو صرف تمہاری ہی دریافت ہے!“

”یقیناً....!“

”تب پھر تم ذہین ہی ہو گی۔“ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”اے۔ تم کیسے آدمی ہو! کیوں خواہ مخواہ مجھے غصہ دلاتے ہو۔“

”میں کیسے یقین کر لوں کہ تم ذہین ہو! جبکہ خوبصورت لڑکیاں عموماً بیوقوف ہوتی ہیں۔“

”تم گدھے ہو....!“ وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں چیخی۔

”گدھا ہونا اتنا بُرا نہیں ہے جتنا غیر ذہین ہونا.... اور ذہانت کا ڈھنڈورا پیٹنا....!“

”تم آخر چاہتے کیا ہو....!“ وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

”تمہاری ذہانت کا ثبوت....!“

”یعنی....!“

”تم نے ابھی کہا تھا کہ جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر تم خود بھی جاسوس بن گئی ہو! کیا تم بتا سکتی ہو کہ میریلین کیسے مری....!“

”کیا تم نے اخبار میں نہیں پڑھا کہ اس کے سینے سے ایک زہریلی سوئی بر آمد ہوئی تھی۔“

”میں نے پڑھا تھا! مگر.... پھر تم یہ بھی کہتی ہو کہ لیمی فرشتہ ہے۔“

”آہا....! تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ سوئی لیمی نے چبھائی ہو گی۔“

”میں کیا ایک ننھا سا بچہ بھی یہی سمجھے گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”صرف ننھے سے بچے ہی سمجھ سکتے ہیں!“ پیکسی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”سمجھ دار آدمی یہ سوچیں گے کہ لیمی یہ حرکت شو کے دوران میں نہیں کر سکتا۔ شاید کوئی احمق آدمی بھی ایسا نہ کرے.... کیونکہ اس طرح شبہ اس کے علاوہ اور کسی پر نہ کیا جا سکتا۔“

”ارے تو پھر وہ سوئی کس طرح اس کے جسم میں پہنچی....!“ عمران نے کہا۔

”تم جب جانتے ہی نہیں تو میری ذہانت کا امتحان کیا لو گے....!“

”بتاؤ نا.... باتیں کیا بنا رہی ہو!“

”ایسی سوئیاں بلو پائپ میں رکھ کر پھینکی جاتی ہیں! شکار کرنے کا یہ طریقہ بہت پُرانا ہے اور افریقہ کے نیم وحشی باشندے آج بھی سوئیوں کی بجائے بانس کی نلکیوں میں زہر آلود کانٹے استعمال کرتے ہیں۔!“

"چلو میں نے تسلیم کر لیا! مگر اسے ذہانت نہیں کہیں گے۔"

"ذہانت کی ایسی تیسی اب تم خاموش رہو! ورنہ اچھا نہ ہوگا۔" پیکسی پھر بگڑ گئی۔

"ہاہا....!" عمران نے قہقہہ لگایا۔ "بلوپائپ کا تذکرہ جاسوسی ناولوں میں عام ہے! لیکن تمہیں شاید نہ معلوم ہو کہ زیادہ فاصلے سے بلوپائپ کا استعمال کارآمد نہیں ہوتا۔"

"یعنی....!"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تماشائیوں کی گیلری.... رنگ سے کافی دور ہے! وہاں سے بلو پائپ کا استعمال فضول ہی ہوگا۔"

"کیا تم کوئی سراغ رساں ہو....!" پیکسی پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"نہیں! مجھے بھی سراغ رسانی کا شوق ہے! مگر میں بے وقوف ہوں۔ پرلے سرے کا گدھا اسی لئے مجھے سرکس میں ملازمت کرنی پڑی ہے۔ ورنہ کسی بہت بڑے عہدے پر ہوتا۔"

"شکل ہی سے ظاہر ہے۔" پیکسی ہنس پڑی۔ انداز میں تمسخر تھا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"

"تمہاری بات کا جواب....!" پیکسی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "ضروری نہیں ہے کہ بلوپائپ تماشائیوں کی گیلری ہی سے استعمال کی جائے۔ رنگ سے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔"

"ہاں.... تاکہ تماشائی بھی اسے استعمال ہوتے دیکھ سکیں۔"

"تم تو دماغ چاٹ جاتے ہو....!" پیکسی پھر جھلا گئی۔

"کچھ بھی ہو! اسی کے جواب پر تمہاری ذہانت کا انحصار ہے۔ ورنہ میں سقراط کے اس قول پر یقین کرلوں گا کہ حسین لڑکیاں عام طور پر بیوقوف ہوتی ہیں۔"

"ارے تم بیچارے سقراط کی ٹانگ کیوں کھینچ رہے ہو۔ اس نے کبھی ایسا نہ کہا ہوگا۔"

"تم نے سقراط کا وہ جاسوسی ناول پڑھا ہی ہوگا جس میں اس نے کہا تھا...."

"تم جاہل ہو! سقراط کو جاسوسی ناولوں سے کیا سروکار!"

"ابھی کل ہی میں اس کا ایک ناول پر اسرار بحری بٹوہ پڑھ رہا تھا جس میں اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ پیاز کی کاشت کے لئے نفسیاتی تجزیہ بہت ضروری ہے۔"

"اچھا بس خاموش رہو! تم خواہ مخواہ مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہو....

میری کھوپڑی میں اتنا مغز نہیں ہے کہ تم سے گفتگو کر سکوں۔"

"اچھا.... ٹاٹا....!" عمران جھولداری سے نکل گیا۔

◆

شام کو پھر عمران اسے مشق کے بہانے رنگ میں لایا۔ اس زمانے میں عمران میں اتنی زیادہ چلت پھرت بھی نہیں تھی کہ وہ محض فقروں سے کام نکال لیتا۔ آج کے ایکس ٹو اور اس زمانے کے عمران میں بڑا فرق تھا.... اس وقت نہ اسے روزانہ نت نئے کیس ملتے تھے اور نہ ہی وہ ایسے وسائل رکھتا تھا کہ گھنٹوں کے کام منٹوں میں ہو جاتے۔

"میں جب بھی اس رنگ میں قدم رکھتا ہوں.... میری روح فنا ہونے لگتی ہے۔" اس نے پیکسی سے کہا۔

"کیوں؟"

"اُف.... فوہ! ذرا سوچو تو... چند روز پہلے یہاں اس جھولے سے ایک لاش لٹک رہی تھی۔"

"ارے! تم پھر وہی تذکرہ نکال بیٹھے۔ اب اسے ختم کرو۔ ورنہ میں تمہارے ساتھ کام کرنے سے انکار کردوں گی۔"

"میں لیسی کو رہا کرانا چاہتا ہوں۔"

"تم....!" وہ اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولی۔ "تمہاری شکل سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی انگوٹھا چوستے ہوئے پالنے سے باہر آئے ہو۔"

"اوہ.... دیکھو.... پیکسی.... ! میں تمہاری شکل تبدیل کر سکتا ہوں۔ اپنی بھی کر سکتا ہوں! پھر کیوں نہ ہم جاسوسی ناولوں کے سراغ رساں کی طرح میریلین کے قاتل کا پتہ لگائیں!"

"ہاں...ہاں...!" پیکسی نے لاپروائی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہیں میک اپ کرنا آتا ہے۔"

"پھر کیوں نہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں.... ہاں.... بولو....!"

"ارے چھوڑو....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولی۔ "ہم قاتل کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔"

"ارے.... واہ.... جیسے جاسوسی ناولوں میں بات میں بات نکلتی چلی آتی ہے اسی طرح ہم بھی.... یعنی کہ ہاں!" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

”کہانی اور حقیقت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔“

”حقیقت ہی کہانی بنتی ہے! تم کوشش تو کرو۔“

”میں کیسے کوشش کروں!“

”تم نے کہا تھا کہ رنگ میں بھی بلوپائپ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اب مثلاً وہی جھولا تھا جس پر میریلین کی لاش لٹک رہی تھی اور یہاں رنگ سے بلوپائپ استعمال کرنے والے نے ہزاروں آدمیوں کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہوگا.... اور وہ ہزاروں آدمی جو صرف میریلین کو دیکھ رہے تھے اس کے قاتل کو نہ دیکھ سکے۔ کتنی عجیب بات ہے۔“

”قطعی عجیب بات نہیں ہے۔!“ پیکسی مسکرائی۔ ”اب تمہارے اس طرح بال کی کھال کھینچنے پر اسے مار ڈالنے کا طریقہ میری سمجھ میں آرہا ہے۔“

”نہیں آسکتا....!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تم اتنی ذہین نہیں ہو!“

”پھر وہی بکواس! میں کہتی ہوں یہیں رنگ سے اس پر حملہ کیا جا سکتا تھا! اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو....! حالات ہی ایسے تھے۔“

”کیسے حالات....!“

”جب وہ دونوں جھولے پر اپنے کمالات دکھا رہے تھے! یہاں نیچے چند مسخرے بھی شہنائیاں بجا بجا کر اچھل کود رہے تھے.... ممکن ہے کہ انہیں میں شہنائی کی شکل کا کوئی بلوپائپ بھی رہا ہو۔“

”ہوں....!“ عمران نے بے دلی سے کہا۔ ”تب تو ان مسخروں میں سے ایک کو ضرور پھانسی ہو سکے گی۔“

”لیکن اس مسخرے کو پا جانا آسان کام نہ ہوگا۔“ پیکسی مسکرائی۔

”کیوں؟“

”ان مسخروں کے چہروں پر سفید نقابیں ہوتی ہیں جن پر طرح طرح کے نقش و نگار بنے ہوئے ہوتے ہیں! بہر حال ان نقابوں کی وجہ سے وہ پہچانے نہیں جا سکتے۔ اب اگر ان میں کوئی باہر کا آدمی بھی آگھسے تو تم کیسے کہو گے کہ وہ اجنبی نہیں ہے۔“

”ہاں! یہ بات ہوئی ہے ذہانت کی....! اب تم ہی دیکھو کہ کیسے بات میں بات نکل آتی ہے۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا اور پیکسی کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

”یہی نہیں....!“ وہ پرجوش لہجے میں بولی۔ ”بلکہ شاید وہ مسخرے بھی نہ بتا سکیں کہ ان کے ساتھ کون کون تھا! وہ یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کرتے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے کون ہیں! انہیں تو بس جلدی سے اپنا کام ختم کر کے بیئر کی بوتلوں پر ٹوٹ پڑنے کی فکر ہوتی ہے اوہو دیکھو واقعی بات میں بات نکل آتی ہے!.... کیا شہنائی کی شکل کا بلوپائپ نہیں ہو سکتا۔“

”ہو سکتا ہے....!“

”تب پھر یقین کرو کہ بلوپائپ رنگ ہی سے استعمال کیا گیا ہوگا۔“

”مگر مسخروں کی تعداد تو محدود ہوگی اور چند خاص ہی آدمی یہ رول ادا کرتے ہوں گے۔“

”ضروری نہیں ہے! نقابوں کی وجہ سے بعض اوقات دفتر کے کلرک بھی اس رول میں چل گئے ہیں!“

”ایک بار تو سرے سے سارے ہی مسخرے بیمار پڑ گئے تھے اور ان کی جگہ بالکل ہی نئے اور اناڑی آدمیوں نے کام کیا تھا۔ لیکن کوئی شو نہ چھوڑنے والے تماشائی بھی کسی قسم کا فرق نہیں محسوس کر سکے تھے۔“

”تب تو تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے....!“ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو اسی بات پر ہاتھ لاؤ....!“ پیکسی نے عمران کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ”ہم قاتل کو ڈھونڈھ نکالنے کی مہم آج ہی سے شروع کر رہے ہیں!“

”مگر سنو! مسخروں کا رول تو عام طور پر بونے ادا کرتے ہیں!“

”یہ بھی ضروری نہیں ہے! بونے تو صرف اپنے قد کی وجہ سے مضحکہ خیز معلوم ہوتے ہیں! اور رنگ میں اچھل کود مچانے والوں میں صرف بونے ہی نہیں ہوتے!“

”تب پھر ہم اس لائن پر کسی حد تک کام ضرور کر سکیں گے۔“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ حرکت اپنے سرکس کے کسی آدمی کی نہیں ہو سکتی! کوئی باہر سے ہی آیا تھا! کوئی حاسد! کوئی حریص....!“

”غالباً تمہارا اشارہ جرہارڈی کی طرف ہے....!“ عمران نے مسکرا کر کہا۔

”اس اسٹیج پر کسی کا نام لینا حماقت ہی ہوگی۔“

”ارے تم بالکل سراغ رسانوں ہی کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگیں....!“ عمران نے

حیرت ظاہر کی اور پیکسی فخریہ انداز میں ہنسنے لگی۔

یک بیک عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ ایک بڑا سا چمک دار خنجر اس کے چہرے سے ایک بالشت کے فاصلے پر گذرتا ہوا سامنے والی گیلری میں جا پڑا تھا۔ پیکسی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

اور پھر وہ بے تحاشہ اس طرف دوڑتی چلی گئی جدھر سے خنجر آیا تھا۔

”ارر.... ہپ! او.... سنو.... ٹھہرو....!“ عمران ہکلاتا ہوا اُس کے پیچھے دوڑا۔

گیلری کے درمیان سے ایک راستہ پنڈال کے باہر جاتا تھا.... جیسے ہی عمران گیلری کے قریب پہنچا اس کی نظر سیاہ فام رفعت پر پڑی جسے پیکسی اس طرح حیرت سے منہ کھولے گھور رہی تھی جیسے وہ کسی مرغ کے انڈے سے برآمد ہوا ہو اور خود رفعت کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار تھے۔ وہ ایک قوی الجثہ اور گرانڈیل آدمی تھا۔ عمران اس کے سامنے بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوئی بونا کسی دیو کے سامنے آکھڑا ہوا ہو۔ اس کی آنکھیں ہر وقت سرخ رہتی تھیں اور کھلے ہوئے ہونٹوں سے تین بڑے بڑے دانت جھانکتے رہتے تھے۔

”کیا بات ہے....!“ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ”تم مجھے اسطرح کیوں دیکھ رہی ہو۔“

پیکسی نے مڑ کر عمران کیطرف دیکھا اور عمران نے ہکلا کر کہا۔ ”بات یہ.... مم.... مسٹر شفقت....!“

”رفعت....!“ اس نے غرا کر تصحیح کی۔

”مجھے دراصل ایک ایسے آدمی کی تلاش تھی جو میری گردن مروڑ سکے۔“ عمران نے پلکیں جھپکا کر احمقانہ انداز میں کہا۔

”کیوں؟“ وہ دونوں کو باری باری سے گھورتا ہوا بولا۔ ”کیا تم دونوں میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو۔“

”ہرگز نہیں.... ہرگز نہیں....!“ عمران سر کو ہلا کر سنجیدگی سے بولا۔ ”یہ لڑکی مجھے ذرا ذرا سی بات پر غصہ دلاتی رہتی ہے۔ پہلے میں نے خود ہی کوشش کی تھی کہ اپنی گردن مروڑ ڈالوں مگر مجھ سے نہیں بنا.... یہ دیکھو.... اب یہ دیکھو....!“

عمران اپنی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرے کو جھٹکے دینے لگا۔ پھر ہانپتا ہوا بولا۔ ”نہیں بنتا بہت کوشش کرتا ہوں۔“

”اگر تم نشے میں ہو تو میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔!“ رفعت نے گھونسہ دکھا کر کہا۔ ”لیکن اگر میرا مذاق اڑا رہے ہو تو تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی.... میرا نام رفعت

ہے.... میں یہاں شیروں سے لڑتا ہوں تم نے دیکھا ہی ہوگا.... اور سنو تمہیں اپنے اس آرٹ پر مغرور نہ ہونا چاہئے کہ تم لوہے کے گولوں پر چل سکتے ہو.... میں بھی اس کا مظاہرہ کروں گا۔“

”یقیناً.... یقیناً.... ویسے فی الحال مجھے پانچ روپے ادھار دو....! پرسوں واپس کردوں گا۔“ عمران نے کہا اور خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ رفعت کی آنکھوں میں الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے اور پیکسی بھی عمران کے اس رویے پر کچھ کم متحیر نہیں تھی۔ لیکن اسے اس پر غصہ بھی آرہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ کیا سچ مچ یہ آدمی نشے میں ہے۔ پھر اس نے رفعت کو جیب سے پرس نکالتے ہوئے دیکھا۔ اس نے پرس سے پانچ کا نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”بہت بہت شکریہ!“ عمران نے نوٹ کا ایک گوشہ چٹکی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ ”پرسوں واپس کردوں گا۔“

رفعت کچھ کہے بغیر باہر جانے والے راستے پر مڑ گیا۔ عمران نے جیب سے نوٹ بک نکالی اور وہ نوٹ اس میں رکھ کر دوبارہ جیب میں ڈالتے وقت ایک ٹھنڈی سانس لی۔

”کیا تم پاگل ہوگئے ہو۔“ پیکسی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کیوں؟“ عمران یک بیک چونک پڑا۔

”اس نے تم پر چاقو پھینکا تھا اور تم....!“

”نہیں....!“ عمران اچھل پڑا اور پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ ”ارے باپ رے.... چاقو....!“

”کیا تم واقعی نشے میں ہو!“

”نہیں تو....!“

”پھر اس قسم کی حرکتیں کیوں کر رہے ہو!“

”کس قسم کی....!“

”تم نے اس سے چاقو کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا تھا۔“

”اگر کہہ دیتا تو اس سے پانچ روپے کیسے وصول ہوتے۔“

”تم مجھے پاگل بنا دو گے۔!“ پیکسی دانت پیس کر بولی اور تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی پنڈال سے نکل گئی اور عمران ”ارے ارے“ ہی کرتا رہ گیا۔

* * *

دوسرے دن وہ کیپٹن فیاض کے آفس میں جا دھمکا جو ایک بڑی میز پر بیٹھا چند فائلوں میں سر کھپا رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ غیر ارادی طور پر کھڑا ہو گیا۔

"یار.... فیاض.... آج صبح ہی صبح.... تمہاری شکل دیکھنے کو جی چاہا تھا.... دیکھو آج کا دن کیسا گذرتا ہے۔"

"ہوں.... میں بھی یہی سوچ رہا تھا.... مگر آخر تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔"

"تیس لاکھ کا گھاٹا ہو گیا۔!" عمران بیٹھ کر ہانپتا ہوا بولا۔ "مجھے بینگن کی کاشت کا تجربہ نہیں تھا، پانچ ہزار ایکڑ کی فصل تباہ ہو گئی۔"

"بکواس نہ کرو! میں بہت پریشان ہوں۔"

"معلوم ہوتا ہے تم شکر قند کی کاشت کر بیٹھے ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"شکر قند کا نفسیاتی تجزیہ بہت مشکل ہو جاتا ہے.... اس سے پہلے تمہیں شلائر ماخر اور فوئر باخ کو ضرور پڑھ لینا چاہئے تھا.... اس سلسلے میں کچھ یونگ اور ایڈلر بھی پڑھنے کا مشورہ دے سکتے ہیں مگر میں انہیں فضول سمجھتا ہوں۔"

فیاض نے میز سے رول اٹھایا اور اس کو اوپر اٹھاتا ہوا بولا۔ "میں اس کی پرواہ نہیں کروں گا کہ تم کتنی دیر تک بے ہوش رہو گے۔"

"ارے.... میں تو خودکشی کرنیوالا ہوں.... پچاس ہزار ایکڑ کے بینگن ہائیں ہائیں....!"

فیاض نے رول میز پر ڈال دیا.... اور عمران نے جیب سے ایک پیکٹ نکالا۔

"اس میں ایک خنجر ہے.... اور ایک پانچ روپے کا نوٹ....!" اس نے پیکٹ کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"خنجر میرے سینے میں پیوست کر کے پانچ کا نوٹ اپنی جیب میں رکھ لو۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔"

"بکے جاؤ... فیاض بُرا سا منہ بنا کر سامنے پھیلے ہوئے کاغذات کیطرف متوجہ ہوتا ہوا بڑبڑایا۔ "میرے پاس وقت نہیں ہے.... تمہیں کسی کام کی دعوت دینا اپنی شامت بلانے ہی کے مترادف ہے۔"

"خنجر کے دستے پر پائے جانے والے نشانات اگر نوٹ کے نشان سے مل گئے تو کام ختم ہی ہو جائے گا۔"

"کیا مطلب....!"

"مطلب ابھی نہیں بتاؤں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ لیمی سے کالی تصویر کے متعلق گفتگو کی تھی یا نہیں!"

"وہ باہر موجود ہے! تھوڑی دیر بعد میں اسے یہاں طلب کروں گا۔"

"کسی نے اس کی ضمانت تو نہیں دی۔"

"ہاں ایک آدمی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن میں نے ایک ماہ کا ریمانڈ لے لیا ہے۔"

"تم بعض اوقات سچ مچ حماقت کر بیٹھتے ہو۔"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں! احمق ہونا بڑی شاندار بات ہے؟"

"تمہاری باتیں سمجھنے کے لئے گدھے کا مغز چاہئے۔"

"اور وہ بھی تمہیں نصیب نہیں ہے!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اچھا میں اب یہاں اپنی موجودگی ضروری نہیں سمجھتا۔ لیمی سے گفتگو کرنے کے بعد جو نتیجہ بھی اخذ کرو اس سے مجھے مطلع کر دینا۔ خنجر اور نوٹ کے متعلق مجھے شام تک رپورٹ ملنی چاہئے۔ میں تمہیں فون کروں گا۔"

"ارے.... ہاں.... ٹھہرو.... سرکس میں ایک آدمی پر نظر رکھنی ہے میرا خیال ہے کہ شاید اس سے کچھ مدد ملے....!"

"کس آدمی کا تذکرہ کر رہے ہو....!"

"رفعت ہے کوئی.... شاید وہی ہے جو شیروں سے لڑتا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ عرصہ تک افریقہ کے بعض حصوں میں رہا ہے۔"

"پھر....!"

"وہ طریقہ جو میر یلین کی جان لینے کے سلسلے میں اختیار کیا گیا اسی براعظم کے بعض حصوں میں رائج ہے۔ مگر ٹھہرو.... یہ خنجر اور نوٹ کیسے ہیں!"

"خنجر اصلی ہے! چمکتا ہے اور نوٹ بھی جعلی نہیں ہے۔ لیکن اسے خرچ مت کر دینا... اچھا ٹاٹا...!"

فیاض اسے روکتا ہی رہ گیا.... عمران جا چکا تھا۔

◆

آج کا شو اور بھی شاندار رہا کیونکہ پکیسی نے عمران کے ہاتھوں پر زور دے کر خود بھی کچھ کمالات دکھائے تھے اور عمران کے پاؤں گولوں ہی پر رہے تھے اس کے علاوہ بھی عمران کا دوسرا مظاہرہ بہت شاندار رہا تھا اس نے گولوں ہی پر چل کر شمشیر زنی کے کمالات دکھائے تھے۔

اس پر چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی تھیں لیکن وہ ہر ایک کے وار روکتا ہوا گولوں پر چل رہا تھا۔

ڈینی ولسن از خود رفتگی میں خود ہی مائیک پر چیخنے لگا تھا۔ ”خواتین حضرات.... غور سے دیکھئے کہ اس کے پیر زمین پر نہیں ہیں! وہ گولوں پر چل رہا ہے....! ایڑیاں یا پنجے زمین پر نہیں لگتے.... غور سے دیکھئے۔ اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ.... جو آپ کو پیکاک سرکس کے علاوہ اور کہیں نہ نظر آئے گا.... خواتین و حضرات....!“

اور پھر شو کے اختتام پر وہ یہ سوچے بغیر عمران سے لپٹ گیا تھا کہ حقیقتاً وہ کوئی پیشہ ور آرٹسٹ نہیں ہے وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ محکمہ سراغ رسانی کے آفیسر کی وساطت سے غالباً میریلین کے قتل کی تفتیش کے سلسلے میں وقتی طور پر ملازم ہوا تھا۔

پھر جب اسے ہوش آیا تو عمران سے اس نے کہا۔ ”آپ کمال کے آدمی ہیں جناب! آپ نے میرا سر اونچا کر دیا ہے۔!“

”میں اسے اتنا اونچا کر سکتا ہوں کہ وہ گردن سے الگ ہو جائے!“

”کاش آپ ہمیشہ میرے ساتھ ہی رہ سکتے۔“

”اگر مجھے شادی نہ کرنی ہوتی تو میں یہی پیشہ اختیار کر لیتا۔“

”ماسٹر....!“ ڈینی ہنسنے لگا۔ ”آپ انتہائی پُر مذاق بھی ہیں۔“

پھر عمران اس کے آفس سے نکلا ہی تھا کہ پکیسی آ ٹکرائی وہ شاید باہر اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

”بہت شاندار....!“ وہ گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دباتی ہوئی بولی۔ ”مگر آخر تم اتنے احمق کیوں ہو! تمہارا کل کا رویہ اب تک مجھے الجھن میں ڈالے ہوئے ہے۔!“

”اگر وہ چاقو میرے لگ گیا ہوتا تو میں اس کالے دیو کا سر توڑ دیتا۔!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اُف فوہ! آخر کوئی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔“

”میں کہتا ہوں! یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی کہ مجھے اس سے پانچ روپے ادھار لینے تھے۔ اس سے بہتر موقع اور کون سا ہوتا جب وہ ایسی حرکت کر چکا تھا۔ وہ سمجھا ہوگا کہ میں اس سے اس خنجر کے متعلق کچھ کہوں گا لیکن میں نے اس سے پانچ روپے ادھار مانگ لئے اس نے بھی سوچا ہوگا کہ چلو سستے چھوٹے جلدی سے پانچ روپے نکال کر دیئے۔ ویسے مانگتا تو کبھی نہ دیتا۔ کہہ دیتا کہ میں خود فاقے کر رہا ہوں تمہیں کہاں سے دوں۔“

”اور اس طرح تم نے دنیا بھر کے عقل مندوں کی ناکیں کاٹ لیں....!“ پکیسی نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

”تم نے کسی سے اس کا تذکرہ تو نہیں کیا....!“

”نہیں! رفعت کی آنکھیں مجھے بڑی خونخوار لگتی ہیں۔ سب اس سے ڈرتے ہیں.... نفرت کرتے ہیں۔ صرف لیمی اس کی بے حد عزت کرتا تھا اور وہ خود بھی لیمی کا غلام ہے....!“

وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میدان کے اس حصے کی طرف جا رہے تھے جہاں سرکس کے اداکاروں کی چھولداریاں نصب تھیں۔

”اور اسی رفعت نے مجھ پر خنجر پھینکا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”اس کی یہ حرکت میری سمجھ میں نہیں آ سکی! کیونکہ وہ ابھی تک ایک بے ضرر آدمی سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ اس سے ڈرتے اور نفرت کرتے ہیں!“

”جہنم میں جائے....!“ عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”میں اب رہوں گا ہی نہیں! ڈینی پرلے درجے کا کنجوس اور مکھی چوس ہے! وہ مجھے پسند کرتا ہے لیکن کم پیسوں میں کام نکالنا چاہتا ہے جب کہ اس کے خلاف مجھے جرہارڈی کی طرف سے ایک ہزار کا آفر مل چکا ہے۔“

”اوہ.... تم جرہارڈی کی نوکری کرو گے۔“ پکیسی نے تنفر آمیز لہجے میں پوچھا۔

”کیوں نہ کروں۔ ڈینی مجھے صرف چار سو دے رہا ہے!“

”جرہارڈی تمہیں اپاہج بنا دے گا۔ وہ ایک بے ایمان آدمی ہے۔ وہ کبھی ایک ہزار نہ دے گا وہ تو یہی کرے گا کہ تم ڈینی کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاؤ۔ اگر ڈینی تمہیں چار سو روپے دیتا ہے تو وہ تین ہی سو دے گا۔ پھر کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرے گا کہ دوبارہ ڈینی کے پاس آؤ۔ یہاں

نوئی تیسرا سرکس بھی نہیں ہے بس تمہیں جرہارڈی کی انگلیوں پر ناچنا پڑے گا۔"

اب وہ اس حصے سے گذر رہے تھے جہاں درندوں کے کٹہرے تھے۔ دفعتاً انہوں نے کسی کے رونے گڑگڑانے کی آواز سنی! آواز دھیمی ہی تھی مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی کو بہت بے دردی سے پیٹا جا رہا ہو۔

"ارے... بس کرو! خدا کے لئے اب مت مارو.... اوہ.... ارے.... ارے.... میں بے قصور ہوں۔ میں نے کچھ نہیں کیا... ارے... اوہ... بس کرو... میں مر جاؤں گا۔ خدا کے لئے رحم کرو۔"

آواز درندوں کے کٹہروں کی طرف سے آ رہی تھی۔

عمران اور پیکسی دونوں ہی آواز کی طرف جھپٹے۔

لیکن زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ اچانک کچھ آدمی ان پر ٹوٹ پڑے یہاں ملگجا سا اندھیرا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ ضرور سکتے تھے لیکن شکلوں کا پہچاننا مشکل تھا۔ پیکسی چیخ مار کر پیچھے ہٹ گئی لیکن وہ وہاں سے بھاگ بھی نہ سکی کیونکہ عمران ان نامعلوم حملہ آوروں میں گھر گیا تھا.... ویسے، اسے اتنا ہوش ہی نہیں تھا کہ وہ کچھ سوچ سکتی یا اتنا ہی کرتی کہ دوڑتی ہوئی چھولداریوں کی طرف چلی جاتی اور وہاں سے مدد لے آتی۔ اس سے اتنا بھی تو نہ ہو سکا کہ وہیں کھڑے کھڑے چیخنا شروع کر دیتی۔ بس وہ دانتوں پر دانت جمائے کھڑی کانپتی رہی۔

وہ متعدد پرچھائیوں کو ایک دوسرے سے ٹکراتے دیکھ رہی تھی۔ اِدھر اُدھر کٹہروں میں درندوں نے غرانا شروع کر دیا۔

پھر پیکسی نے دو چار کراہیں سنیں، تین پرچھائیوں کو نیچے گرتے دیکھا.... وہ بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ آہستہ گالیاں بک رہے تھے۔ لیکن پیکسی نے ابھی تک عمران کی آواز نہیں سنی تھی۔ اچانک اس نے انہیں بھاگتے دیکھا پھر وہاں صرف ایک پرچھائیں رہ گئی۔ شیر غراتے رہے۔ ایک ادھر اس دوران میں دہاڑا بھی تھا۔

"بھاگو....!" پرچھائیں نے جھپٹ کر پیکسی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ یہ عمران ہی کی آواز تھی.... پھر دونوں چھولداریوں کی طرف دوڑنے لگے.... پیکسی کے پیروں میں سپاٹ تلے والے جوتے تھے اس لئے وہ بہ آسانی تیز دوڑ سکتی تھی۔

چھولداریوں کے قریب پہنچ کر ان کی رفتار سست ہو گئی۔ پیکسی بُری طرح ہانپ رہی تھی۔

عمران اسے اس کی چھولداری کی طرف لیتا چلا گیا۔

پیکسی کو اچھی طرح یاد نہیں کہ اس نے کس طرح کیروسین لیمپ روشن کر دیا تھا۔ پھر سب ے پہلے اس نے نیچے سے اوپر تک عمران کا جائزہ لیا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور پیشانی ے خون کی لکیر ٹھوڑی تک چلی آئی تھی۔

"اوہ.... تم زخمی ہو۔" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔ "بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ.... تم واقعی احمق ہو۔ تم نے شور کیوں نہیں مچایا تھا۔"

"جب مجھے معلوم تھا کہ تم ہی مجھے پٹوا رہی ہو تو میں شور کیوں کرتا۔ لاؤ نکالو.... دس روپے ادھار دے دو پرسوں واپس کر دوں گا۔"

"چلو بیٹھ جاؤ....!" پیکسی نے جھلا کر کہا۔ "میں تمہارے زخم کی ڈریسنگ کروں گی۔ پتہ نہیں تم کس قماش کے آدمی ہو۔"

عمران خاموشی سے بیٹھ گیا اور پیکسی اس کا زخم صاف کرنے لگی۔ ساتھ ہی وہ بڑبڑاتی بھی جا رہی تھی۔ "ان میں ایک آدمی بہت لمبا تھا.... اور جسیم بھی معلوم ہوتا تھا! مگر مجھے حیرت ہے کہ تم پر وہ قابو نہ پا سکے۔"

"تم اس راز کو نہیں سمجھ سکتیں! میں زندگی بھر کسی کو نہیں بتا سکتا.... کبھی نہیں....!"

"بتاؤ بھی تو میری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ پتہ نہیں کیا بلا ہو! وہ پانچ تھے اور تم تنہا اس کے باوجود بھی انہیں ہی بھاگنا پڑا....!"

"مگر تم نے شور کیوں نہیں مچایا تھا۔ تم کیوں گونگی ہو گئی تھیں۔"

"اوہ.... میرے تو حواس ہی درست نہیں تھے۔"

"کیوں! کیا تم پٹ رہی تھیں۔"

"ارے.... اگر اچانک.... غیر متوقع طور پر کوئی ایسی بات پیش آجائے تو پھر کیا حالت ہوگی.... مگر سنو تو وہ پہلے کسے پیٹ رہے تھے.... وہ جس کی کراہیں سن کر ہم ادھر گئے تھے۔"

"پہلے بھی مجھے ہی پیٹ رہے تھے اور میں ان سے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔ لیکن انہیں رحم نہ آیا۔ پھر دوسرا میں ان کی طرف جھپٹا اور وہ پہلے "میں" کو چھوڑ کر مجھ پر جھپٹ پڑے.... لیکن دوسرا میں طاقتور تھا.... کیونکہ میرے ساتھ جھاپک کی شہزادی تھی۔"

"بعض اوقات تمہاری بکواس سن کر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینے کو جی چاہتا ہے۔"

"میں نے کہا... دس روپے ادھار دے دو! میں کسی سے نہیں بتاؤں گا کہ تم جھاپک لینڈ کی شہزادی ہو۔ پُر اسرار شہزادی۔ اور جھاپک لینڈ کے پُر اسرار لوگ تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ وہ تمہیں کسی دیسی آدمی کے ساتھ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔!"

پیکسی ڈریسنگ کر چکی تھی.... اور اب ایک چھوٹے سے گلاس میں برانڈی انڈیل رہی تھی۔

"یہ لو....!" اس نے گلاس عمران کیطرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"

"یہ کیا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"یہ برانڈی ہے.... لارسن کی ہے۔"

"میں صرف لہسن کی برانڈی پیتا ہوں! اس لئے مجھے معذور سمجھو!"

"تمہاری ایسی کی تیسی!" پیکسی نے جھلا کر کہا اور گلاس خود اپنے ہونٹوں سے لگالیا!

"مجھے چھینکیں آنے لگتی ہیں شراب پینے سے اس لئے کبھی نہیں پیتا۔!"

"نہیں میں تمہیں زہر دے رہی ہوں۔ اس لئے تم نے انکار کر دیا۔ اب وہ زہر خود میں نے پی لیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد مر جاؤں گی۔"

"مرنے سے پہلے مجھے دس روپے ادھار دینا مت بھولنا ورنہ صبح ناشتے میں مجھے پتھر چبانے پڑیں گے۔"

وہ چند لمحے عمران کو غصیلی نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مجھے بتاؤ کہ رفعت تمہارا دشمن کیوں ہو گیا اور تم اس کے خلاف کوئی کارروائی کیوں نہیں کرتے۔"

"خدا نے چاہا تو اس کے کیڑے پڑیں گے۔" عمران کسی بھٹیارن کی طرح دانت پیس کر کلکلایا اور پیکسی ہنسنے لگی۔

"کاش تم ذہنی اعتبار سے بھی صحت مند ہوتے!" پیکسی بولی۔ "لیکن پھر بھی تمہیں.... مطلب یہ کہ تم اچھے آدمی ہو۔"

"مجھے دس روپے ادھار دے دو! کتنی بار کہوں کہ صبح کا ناشتہ....!"

"میں دے دوں گی! مگر تم رفعت کے خلاف ایک رپورٹ درج کرا دو! کل اس نے تم پر خنجر پھینکا تھا.... اور آج....!"

"میں یہ کیوں نہ سمجھوں کہ تم ہی مجھے پٹوانا چاہتی ہو!"

"مجھے کیا پڑی ہے! میں ایسا کیوں کرنے لگی۔!"

"اچھا تو رفعت ہی ایسا کیوں کرنے لگا!"

"وہ لیمی کے لئے سب کچھ کر سکتا ہے.... تم نے لیمی کی جگہ لی ہے نا اور اس سے زیادہ مقبول ہو رہے ہو! ہو سکتا ہے اسے یہ چیز گراں گذر رہی ہو۔"

"لیکن پھر میریلین کو کس نے مارا....؟"

"کیا یہ ضروری ہے جس نے میریلین کو مارا ہو وہی تم پر بھی حملے کر رہا ہو!"

"کیوں نہیں! کیا میں میریلین سے کم حسین ہوں! میں بھی تو پھولوں کی طرح نگڑا.... ارر ہپ اسے کیا کہتے ہیں.... اوں.... نازک نازک.... میں بھی تو پھولوں کی طرح نازک اور گلابی ہوں!"

"تم ڈفر ہو!.... پہلے پہل تم نے کافی ذہانت کا ثبوت دیا تھا! اور مجھے یہ بات سجھائی تھی کہ وہ شہنائی کی شکل کے کسی بلوپائپ کے ذریعے قتل کی گئی ہوگی! مگر اب تم بالکل گدھوں کی سی باتیں کر رہے ہو!"

"چاند گھٹ رہا ہے نا....!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "چاند کے ساتھ ہی میری عقل بھی گھٹنے لگی ہے! میری ہتھیلی میں لیونین ہے!"

"آہا پامسٹری میں بھی دخل ہے تمہیں! رفعت بھی بڑا اچھا پامسٹ ہے! اس نے میریلین کو ایک بار میری موجودگی میں ہی بتایا تھا کہ اس کی موت حیرت انگیز ہوگی۔"

"آہا! اس پر وہ بے حد مغموم ہو گئی ہوگی۔"

"نہیں اس نے دل کھول کر رفعت اور اس کی پامسٹری کا مضحکہ اڑایا تھا۔"

"کیا رفعت نے خود ہی اس کا ہاتھ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔"

"نہیں! وہ شاید برتھا کا ہاتھ دیکھ رہا تھا ہاں برتھا ہی تو تھی! میریلین نے خود اپنا ہاتھ پیش کر دیا تھا اور اس نے یہی معلوم کرنا چاہا تھا کہ وہ کب اور کن حالات میں مرے گی! میرا خیال ہے کہ وہ اس کا مضحکہ ہی اڑانا چاہتی تھی۔"

"رفعت کو اس پر بڑا غصہ آیا ہوگا۔"

”چہرے سے تو غصہ ہی ظاہر ہو رہا تھا۔ مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا اور پھر وہ وہاں ٹھہرا بھی نہیں تھا۔“

”وہ اکثر اس طرح رفعت کو غصہ دلاتی رہی ہو گی۔“

”ہاں میرا خیال ہے کہ ایسا ہی تھا۔ لیکن شاید رفعت اس لئے زبان بند کر لیتا ہو گا کہ وہ لیمی کی کزن تھی۔ نہیں اس کی موت میں رفعت کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ ویسے بہت ممکن ہے کہ وہ تمہیں ہی میریلین کی موت کی وجہ سمجھتا ہو۔“

”ہائیں! مجھے کیوں؟“

”تب پھر وہ میرا بھی دشمن ہو گا۔“ پیکسی اس کے سوال پر دھیان دیئے بغیر بڑبڑائی۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ اتر گیا ہے۔ پھر دفعتاً وہ چونک کر عمران کو اس طرح گھورنے لگی جیسے سچ مچ وہی میریلین کا قاتل ہو!

”میں کہتی ہوں! جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ رفعت یہی سمجھتا ہے۔ اسے یقین ہو گیا ہے کہ میریلین کو قتل کر کے لیمی کو جیل بھجوانے میں تمہارا ہاتھ ہے۔“

”آخر میں ایسا کیوں کرنے لگا۔“

”تاکہ لیمی کی جگہ لے لو!“

”اور تم میریلین کی جگہ لے سکو! کیونکہ تم اس سے زیادہ مقبول ہو رہی ہو۔ آہا کیا تم نے ہی مجھے میریلین کے قتل پر نہیں اکسایا تھا۔“

”کیا بکتے ہو! میں بے تکے مذاق نہیں پسند کرتی۔“

”کل صبح تک میں اس کا اعلان کر دوں گا کہ تم نے ہی میریلین کے قتل پر مجھے اکسایا تھا۔ چاند گھٹ رہا ہے اور دماغ روز بروز خراب ہوتا جا رہا ہے.... اس روز روز کی مصیبت سے تو یہی بہتر ہے کہ میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے.... اگر میں نے میریلین کو نہیں قتل کیا تب بھی میں اقرار کر لوں گا یقینی طور پر مجھے پھانسی ہو جائے گی.... تمہارا جو بھی حشر ہو!“

”میں کہتی ہوں مجھے خوف زدہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔“

”میں چاہتا ہوں کہ تمہیں پھانسی ہو جائے۔ آخر زندہ رہ کر کیا کرو گی۔ ایک دن تو مرنا ہی ہے بوڑھی ہو کر مریں تو خواہ مخواہ قلق ہو گا کہ اب کوئی پوچھتا بھی نہیں جوانی میں مرو گی تو شاید خوشی بھی ہو کہ دو چار رو رہے ہیں تمہارے لئے....!“

”جاؤ.... نکلو.... یہاں سے.... فوراً نکل جاؤ....!“

”اچھی بات ہے! صبح بستر سے نکل کر ہتھکڑیوں کا انتظار کرنا!“

پیکسی خاموش ہو گئی۔ وہ بے بسی سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

”بچت کی صرف ایک ہی صورت ہے!“

”کیا؟“ غیر ارادی طور پر پیکسی کی زبان سے نکل گیا۔

”مجھے بتاؤ کہ میریلین تمہیں ناپسند کیوں کرتی تھی!“

”میں کہتی ہوں تمہارا دماغ چل گیا ہے کس گدھے کے بچے نے کہا ہے کہ وہ مجھے ناپسند کرتی تھی۔“

”میں نے سنا ہے۔!“

”تم نے غلط سنا ہے! کسی سے بھی پوچھ لو۔ سب جانتے ہیں کہ ہم دونوں گہرے دوست تھے۔!“

”اس کے باوجود بھی تمہیں علم نہیں ہے کہ لیمی اس سے شادی کرنا چاہتا تھا!“

”یہ بھی قطعی بکواس ہے۔ یقیناً کسی نے تمہیں غلط باتیں بتائی ہیں۔“

”اگر یہ حقیقت بھی رہی ہو گی تو تمہیں اس کا علم کیونکر ہوتا۔“

”یقیناً ہوتا! ہمارے تعلقات اتنے قریبی تھے کہ ہم ایک دوسرے سے اپنی کوئی بات چھپاتے نہیں تھے۔“

”ہشت! میں یقین نہیں کر سکتا۔“

”تم جہنم میں جاؤ!“ پیکسی پھر جھلا گئی۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا! تمہیں اس کا بھی علم نہ ہو گا کہ میریلین کو تصاویر جمع کرنے کا خبط تھا۔“

”اب میں کہوں گی کہ تم بالکل ہی ڈفر ہو! یہاں کون نہیں جانتا کہ اسے تصاویر جمع کرنے کا شوق تھا۔ سرکس کا شاید ہی کوئی فرد ہو جس کی تصویر اس کے پاس نہ رہی ہو!“

”اب تم یہ بھی کہو گی کہ جب بھی اسے کہیں سے کوئی تصویر ملتی تھی تمہیں ضرور دکھاتی تھی۔“

”یقیناً دکھاتی تھی! بلکہ شاید سب سے پہلے مجھے ہی دکھاتی تھی۔“

”اچھا تو پھر یہی بتا دو کہ لیمی نے اسے اپنی ایک کالی تصویر کیوں دی تھی۔“

”تم کیا جانو!“ پیکسی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میں کیا نہیں جانتا! کیونکہ میں میریلین کا قاتل ہوں اور تم ہی نے مجھے اس قتل پر اکسایا تھا۔ تم نہیں چاہتی تھیں کہ لیمی اس سے شادی کرے۔ میریلین کی جگہ تم خود لینا چاہتی تھیں۔"

"میں کہتی ہوں کہ اب یہ بکواس ختم کرو۔ ورنہ میں سچ مچ پاگل ہو جاؤں گی۔ خود میریلین کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہیں تھا کہ وہ کالی تصویر اس کے مجموعے میں کہاں سے آئی تھی۔"

"اگر اس نے تمہیں یہی بتایا تھا تو وہ جھوٹی تھی۔"

"میں کہتی ہوں! اگر اسے جھوٹ ہی بولنا تھا تو اس نے اس تصویر کا تذکرہ مجھ سے کیوں کیا تھا۔ مجھے اس کے متعلق کچھ بتانا ضروری تو نہیں تھا۔"

"تم نے اس تصویر کو اچھی طرح دیکھا تھا۔"

"کیوں نہیں! مجھے خود بھی اس پر حیرت تھی کہ آخر وہ میریلین کے مجموعے میں کیسے پہنچی؟"

"وہ تصویر لیمی ہی کی تھی!"

"یقیناً اس کی ہی ہوگی۔ کیونکہ اس کے علاوہ یہاں کسی کو بھی کالی تصویریں کھنچوانے کا خبط نہیں ہے۔"

"اچھا میں سمجھ گیا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ خواہش میریلین ہی کی رہی ہوگی کہ اس کی شادی لیمی سے ہو جائے۔"

"اس نے کبھی کوئی ایسی خواہش مجھ پر نہیں ظاہر کی!"

"ارے۔ کیا تم عاشقوں کی ٹھیکیدار ہو کہ وہ سب کچھ تمہیں بتاتے پھریں! اب کیا میں نے تمہیں بتادیا ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں جس کی ایک آنکھ غائب ہے۔"

"میریلین مجھے ضرور بتاتی۔"

"پھر وہ تصویر اس کے مجموعے میں کیسے پہنچی۔ تمہارا کہنا ہے کہ لیمی اس قسم کی تصویریں صرف ان لڑکیوں کو بھیجتا تھا جو اسے عشقیہ خطوط لکھتی تھیں اور اس سے تصویریں مانگتی تھیں۔"

"میں نہیں جانتی!" پیکسی برا سا منہ بنا کر بولی۔ "بہت اکتا گئی ہوں لہٰذا اب یہ تذکرہ ختم کردو۔"

"یقیناً تمہیں یہ تذکرہ گراں گزرا ہوگا! میں سب سمجھتا ہوں۔"

"کیا سمجھتے ہو۔"

"تم میریلین کی رازدار تھیں! وہ لیمی سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن وہ خود بھی اس کا فیصلہ نہیں کر سکی تھی کہ لیمی سے اس کے تعلقات کس قسم کے ہیں اس نے تمہیں بتایا بھی تھا کہ وہ ایسی الجھن میں ہے۔ تم بھی اندازہ نہیں کرپائی تھیں کہ دونوں کے تعلقات شادی کی حد تک پہنچ سکتے ہیں یا نہیں! لہٰذا تم نے حقیقت جاننے کے لئے ایک تدبیر سوچی! وہ تدبیر ایسی تھی جس کی وجہ سے لیمی اور میریلین اس مسئلے پر صاف صاف گفتگو کر سکتے۔ تدبیر یہ تھی کہ تم لیمی کی ایک تصویر اڑا کر میریلین کے مجموعے میں شامل کردو!"

"یہ بالکل بکواس ہے!" پیکسی دانت پیس کر بولی۔

"یہ حقیقت ہے!" عمران نے کسی ضدی بچے کے سے انداز میں کہا۔ "جب میریلین کو وہ تصویر اپنے مجموعے میں ملی تو اس نے اس کا تذکرہ لیمی سے کیا! لیمی نے لاعلمی ظاہر کی۔ بلکہ اس نے تو شاید یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ تصویر اس کی تھی ہی نہیں! بات پھر جہاں تہاں رہ گئی۔ نہ میریلین کی تشفی ہو سکی اور نہ تم ہی دونوں کے تعلقات کا اندازہ کر سکیں۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ تم خود ہی لیمی سے شادی کرنا چاہتی تھی اور آخر کار اسی چکر میں تم نے میریلین کا خاتمہ کرادیا۔"

"خدا کے لئے جاؤ.... یہاں سے!" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولی۔

"بس ثابت ہو گیا۔"

"کیا ثابت ہو گیا؟"

"میریلین کی موت کا باعث تم ہی بنی تھیں۔ لہٰذا اب میرے ساتھ پولیس اسٹیشن چلو تاکہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکوں۔ کسی نہ کسی کو تو پھانسی ہونی چاہئے۔"

"اچھی بات ہے! چلو مگر پولیس اسٹیشن جانے سے پہلے تمہیں یہ ساری باتیں ماسٹر ڈینی کے سامنے دہرانی پڑیں گی۔"

"میں اسے بھی قاتل ثابت کر سکتا ہوں۔ چٹکی بجاتے لیکن ڈینی کو بور کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اور پھر مردوں کا غصہ تو بالکل واہیات ہوتا ہے کیونکہ غصے کے عالم میں وہ بوڑھے بکرے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ لڑکیوں کے غصے کی اور بات ہے وہ تو گلاب ہوئیں تو زیادہ سے زیادہ چقندر ہو جائیں گی۔"

"اب جاؤ....!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔ "ورنہ میں اپنا سر پھوڑ لوں گی۔"

"لیمی کی تصویر تمہیں نے اس کے مجموعے میں رکھ دی تھی۔ بلکہ تم نے اس کی پشت پر کچھ

لکھ بھی دیا تھا۔“

”تب تو بالکل ٹھیک ہے!“ پیکسی سر ہلا کر بولی۔

”کیا ٹھیک ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”بس کچھ نہیں جاؤ؟.... تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں!“

”یقیناً.... ہیں!“

”تم جھک مار رہے ہو!“ پیکسی ہنس پڑی۔ ”اس تصویر پر کسی قسم کی تحریر نہیں تھی! میرا خیال ہے کہ اس کے سامان پر پولیس نے قبضہ کر لیا تھا۔ مجموعہ بھی پولیس کے پاس ہوگا۔ جا کر دیکھ لو میں نے اس پر کیا لکھا تھا۔“

”خیر....!“ عمران نے ایک طویل سانس لی۔ ”مگر آخر تم میری دشمن کیوں ہو گئی ہو! میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔“

”ہاں! یہ دشمنی ہی تو تھی کہ ابھی ابھی میں نے تمہارے زخم کی ڈریسنگ کی ہے۔“ پیکسی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم حقیقتاً کیا چاہتے ہو!“

”میں کچھ نہیں چاہتا!“ عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں لیمی کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں اس کا پرانا دوست ہوں کیا تمہیں یقین ہے کہ اس کالی تصویر کی پشت پر کچھ بھی تحریر نہیں تھا جو میریلین کو اپنے مجموعے میں ملی تھی!“

”اگر اس پر کچھ تحریر ہوتا تو میں اسے بھلا نہ سکتی! کیونکہ وہ تصویر میریلین کے بیان کے بعد میرے لئے حیرت انگیز ہو گئی تھی۔“

”اس تصویر کی پشت پر مجھے ملی ہوئی اطلاع کے مطابق تحریر تھا اسے ہمیشہ یاد رکھنا میری محبت اتنی شدید نہیں ہوتی کہ میں اسے اپنی آن پر ترجیح دے سکوں!“

”یہ تحریر تھا اس پر....!“ پیکسی نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے یہی معلوم ہوا ہے۔“

”کیا تم کوئی سرکاری سراغ رساں ہو!“

”یقین کرو کہ اس سے پہلے میں شاداب نگر میں ترکاریوں کا بزنس کرتا تھا۔“

”پھر تمہیں یہ ساری اطلاعات کہاں سے مل جاتی ہیں۔“

”میری خالہ کے داماد کا چھوٹا بہنوئی تھانیدار ہے! اس نے یہ ساری باتیں مجھے بتائی ہیں اور وہ بھی کوشش کر رہا ہے کہ لیمی میرا دوست رہا ہو جائے۔“

”تمہارے کسی بیان پر بھی یقین کر لینے کو دل نہیں چاہتا۔“

”مت یقین کرو مگر اس تحریر کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“

”یہ تو میریلین ہی کا ایک پسندیدہ جملہ ہے! اکثر اس کی زبان سے سنا گیا ہے! اس نے یہ کسی فلم میں ہیروئن کی زبان سے سنا تھا۔ وہ اکثر یہی جملہ لکھتی رہتی تھی۔ عادت ہوتی ہے بعض لوگوں کی.... یونہی بیٹھے بیٹھے اگر تمہارے ہاتھ میں کاغذ اور پنسل آجائے تو تم کچھ نہ کچھ ضرور لکھو گے بعض لوگ اپنے دستخط بنانے لگتے ہیں، بعض لوگ تصویریں بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض لوگ اپنے پسندیدہ اشعار یا اقوال لکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح مریلین بھی عموماً یہی جملہ لکھ دیا کرتی تھی.... بعض اوقات تو میں نے پورے پورے صفحات اسی ایک جملے سے بھرے ہوئے دیکھے ہیں!“

عمران نے ایک طویل سانس لی اور منہ چلانے لگا.... پھر کلائی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”اب تو میرا دل چاہتا ہے کہ ہم دونوں کسی فلم کے ہیرو ہیروئن کی طرح کام کریں۔“

”کیا مطلب؟“

”ایڈونچر....!“ عمران نے بچکانہ انداز میں کہہ کر پلکیں جھپکائیں۔ ”ہم باقاعدہ سراغ رسانی کریں! مگر اس کے لئے ہمیں یہاں سے بھاگنا پڑے گا۔ اس طرح کہ ڈینی ولسن کو ہمارے خلاف رپورٹ درج کرانی پڑے....!“

”میں نہیں سمجھی....!“

”سرکس کا کچھ سامان چرا کر بھاگیں گے.... تاکہ اخبارات میں بھی سرخیاں جمائی جا سکیں۔ ہم دونوں شہر میں کافی مشہور ہو چکے ہیں۔“

پیکسی نے اس پر احتجاج کیا۔ مگر وہ بہرحال عمران تھا۔ آخر کار نہ صرف وہ اس پر آمادہ ہو گئی بلکہ اس کے چہرے سے دبے ہوئے جوش کا اظہار بھی ہونے لگا۔ لیکن وہ ڈر بھی رہی تھی کیونکہ عمران نے ڈینی کے آفس سے کچھ اہم چیزیں اڑا دینے کی تجویز پیش کی تھی۔

”اور پھر کل تم اخبارات میں پڑھو گی کہ قزل بوغا پیکسی کو بھگا لے گیا! اور وہ اپنے ساتھ ڈینی کے کچھ اہم کاغذات بھی لے گیا ہے....!“ عمران نے کہا.... ”! پبلک اسے قزل بوغا ہی کے نام

سے جانتی تھی۔"

"لیکن اگر ہم پکڑے گئے تو.....!"

"تو صرف مجھے پھانسی ہوگی تمہیں میں بچالوں گا۔ مطمئن رہو۔" عمران نے کہا۔

◆

دوسری صبح وہ اس انداز سے شہر کے ایک ہوٹل میں داخل ہوئے جیسے کہیں باہر سے آئے ہوں اور ریلوے اسٹیشن سے سیدھے ہوٹل ہی کا رخ کیا ہو۔

دونوں کی شکلیں بدلی ہوئی تھیں۔ عمران نے میک اپ کا سارا زور پیکسی کے چہرے پر صرف کردیا تھا اور اپنے چہرے میں یونہی معمولی سی تبدیلی کی تھی۔

ہوٹل کے رجسٹر میں انہوں نے اپنے نام مسٹر اور مسز ساؤتھ لکھوائے.... یہ ایک متوسط درجے کا ایک آرام دہ ہوٹل تھا.... زیادہ تر یہاں شرفاء ہی نظر آتے تھے.... باہر سے آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی! انہیں جو کمرہ ملا اچھا خاصا تھا۔

"واقعی ایڈونچر ہے.... سو فیصدی ایڈونچر.... میرے خدا....!" پیکسی ہاتھ ملتی ہوئی بولی۔

"ابھی تم نے کیا دیکھا ہے!"

"مگر....! وہی پولیس کا خوف.... تم نے ڈینی کے کاغذات اڑائے ہیں! وہ رپورٹ ضرور درج کرائے گا۔"

"اس کی پرواہ نہ کرو۔ مجھے بھی نہیں ہے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم بہت زیادہ بیوقوف آدمی ہو یا بہت زیادہ عقلمند....!"

"پھر تم نے مجھے بیوقوف کہا۔ اب میں بُرا مان جاؤں گا۔"

"شام کے اخبارات میں پیکاک سرکس کے اداکاروں قزل بوغا اور پیکسی کے فرار کی خبر شائع ہوگئی یہ بھی بتایا گیا کہ آفس کے بعض اہم کاغذات بھی چرائے گئے ہیں ڈینی کے بیان سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس واقعے کا ذمہ دار بھی جرہارڈی ہی کو سمجھتا ہے.... ڈھکے چھپے الفاظ میں اس نے اپنا شبہ گلوب سرکس والوں پر ظاہر کیا تھا۔"

"مگر میرا خیال اب بدل گیا ہے۔" پیکسی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میرلین کے قتل

میں جرہارڈی کا ہاتھ نہیں معلوم ہوتا۔"

"کیوں؟"

"اگر اسی کا ہاتھ ہے تو رفعت بیچ میں کیوں آکودا....؟ وہ تو لیمی کا پرستار ہے! اور اسے بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ لیمی ہی نے اسے قتل کیا یا کرایا ہوگا۔"

"پرواہ نہ کرو....! یہ سب ہم بعد میں دیکھیں گے! فی الحال ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ ہمارے اخراجات کہاں سے پورے ہونگے۔ میں تو بالکل پھکڑ ہوں رات تم سے دس روپے ادھار مانگ رہا تھا۔"

"کیش تو میرے پاس بھی زیادہ نہیں ہے۔!" پیکسی نے کہا۔

"تمہارے روپے تو میں صرف بھی نہیں کرانا چاہتا.... ویسے اگر وقتی طور پر تم نے ہوٹل کے بل وغیرہ ادا کردیئے تو یہ مجھ پر ادھار رہے گا۔ دیکھو میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے!"

"کیا....!"

"ہم جرہارڈی کے سرکس میں ملازمت کرنے کی کوشش کریں!" عمران نے کہا۔ "میں اسے اپنے دوسرے کمالات دکھاؤں گا۔"

"نہیں.... یہ ناممکن ہے۔ ڈینی کا بیڑہ غرق ہوجائے گا۔"

"وہ تو ویسے بھی ہوگا کیونکہ ہم وہاں سے چلے آئے ہیں۔"

"اوہ.... مگر ایک مصیبت! ہم پہچان لیئے جائیں گے۔ میری چھینکیں....!"

"ارے باپ رے....!" عمران گڑبڑا کر سر کھجانے لگا۔

"ویسے اگر میں تھوڑی تھوڑی برانڈی برابر استعمال کرتی رہوں تو دورہ نہیں پڑتا۔ مگر میں اس سے بھی ڈرتی ہوں کہ شو کے دوران نشہ ہوجائے۔"

"ہوجائے پرواہ نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں سنبھال لوں گا۔"

"تب پھر ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ مجھے اپنی چھینکوں سے بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے۔"

"لیکن.... وہی مجھے اچھی لگتی ہیں۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جب تم چھینکنے لگتی ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بہت دور کسی مندر میں چاندی کی گھنٹیاں بج رہی ہوں، رات کی دیوی گنگنا رہی ہو! ستاروں کی محفل میں زہرہ کے گھنگرو چھنا کے بکھیر رہے ہوں.... چھینکو.... خدا کیلئے چھینکتی ہی چلی جاؤ.... تمہاری چھینکوں میں میری روح گنگنا اٹھتی ہے.... رقص کرنے لگتی ہے اور میرا

دل چاہتا ہے کہ تمہیں گود میں اٹھا کر کھوکھراپار کی طرف بھاگ نکلوں..... گم... مم... ہپ...!"

پیکسی نے دو ہتھر اٹھایا اور عمران کی بکواس میں بریک لگ گئے۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی اور پھر پیکسی نے کہا: "مگر تمہیں شبہ کس پر ہے۔"

"جس پر تم شبہ کر رہی ہو!"

"مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ حرکت رفعت کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ جب تم نے بلو پائپ کے متعلق گفتگو کی تھی اسی وقت میں نے سوچا تھا! کیونکہ دنیا کے جن حصوں میں جان لینے کا یہ طریقہ اب بھی رائج ہے وہاں رفعت رہ چکا ہے اور اس کا دعویٰ بھی ہے کہ وہ بعض ایسے زہروں سے واقف ہے جن کا نام بھی ہم لوگوں نے نہ سنا ہو گا۔ پھر اس نے تم پر خنجر پھینکا اور رات کو اندھیرا تھا لیکن حملہ آوروں میں اس کے ڈیل ڈول کو پہچان لینا مشکل کام نہ تھا۔"

"ہاں ان میں ایک لمبا اور موٹا آدمی بھی تھا۔"

"تمہاری تدبیر بھی میری سمجھ میں آگئی ہے۔" پیکسی مسکرائی۔

"کیا....؟"

"رفعت سے دور رہ کر اس کی گردن پھنساؤ گے! غالباً اسے شبہ ہو گیا ہے تم میریلین کے قاتل کو بے نقاب کر دینے کی فکر میں ہو۔ اسی لئے وہ تم پر حملے بھی کر رہا ہے۔" عمران کچھ نہ بولا۔ وہ چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا۔

"اوہ قزل بوغا! مگر قزل بوغا کیوں؟ تم نے مجھے تو اپنا اصلی نام ہی نہیں بتایا تھا۔ آخر تم نے مجھے.... اپنا اصل نام کیوں نہیں بتا دیا تھا۔"

"کیونکہ تم بہت خوبصورتی سے چھینکتی ہو اور چھینکتی ہی چلی جاتی ہو۔"

"میرا انداق مت اڑاؤ، ورنہ تھپڑ ماروں گی۔"

"چھینکو! خدا کے لئے اس وقت بھی چھینکو! اگر چھینک سکو۔ تمہاری چھینکیں مجھے حوصلہ بخشتی ہیں۔ میرے دل میں دلیری پیدا کرتی ہیں۔ مجھے پیغام دیتی ہیں کہ میں ایک نڈر سپاہی کی طرح ملک و قوم کے کام آؤں.... چھینکو۔ اگر چھینک سکتی ہو.... چھینکتی رہو.... اس وقت تک چھینکتی جاؤ جب تک کہ میں دنیا کا نقشہ نہ بدل دوں۔ دنیا کی پچھلی تاریخ نہ بدل دوں تاکہ ہسٹری کے طلباء کو از سر نو پیٹنا پڑے.... اور جغرافیہ کے طلباء جغرافیہ چھوڑ کر ڈومیسٹک سائنس لے لیں!"

پیکسی نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اس کے ہونٹ سکڑے ہوئے تھے۔

◆

جرہارڈی کے سرکس میں انہیں ملازمت مل گئی۔ پیکسی کو اس پر بڑی حیرت تھی! گفتگو عمران نے ہی کی تھی۔ پیکسی کو وہ آفس کے باہر ہی چھوڑ گیا تھا اور وہ اس وقت دفتر میں بلوائی گئی جب ساری باتیں ہو گئی تھیں۔ عمران نے اس کا جرہارڈی سے تعارف کرایا تھا۔

"مسز ساؤتھ پلیز....!"

"بہت خوشی ہوئی۔" جرہارڈی نے اسے بھوکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ "مجھے بے حد خوشی ہو گی اگر تم لوگ اپنے لئے کوئی نمایاں مقام پیدا کر سکو! ویسے تم دونوں ہی موزوں اور مناسب معلوم ہوتے ہو۔ مسز ساؤتھ خوبصورت جسم کی مالک ہیں.... تماشائی صرف یہی دیکھتے ہیں۔ انہیں فن کے مظاہروں سے زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی.... پیکاک کی میریلین کا جسم ہی گیلریاں بھر دیا کرتا تھا۔ پھر وہ لڑکی بھی اچھا خاصا جسم رکھتی تھی جو قزل بوغا کے ساتھ بھاگ گئی اور وہ قزل بوغا یقیناً کمال کا آدمی تھا.... مجھے ایسا کوئی آدمی نہیں ملتا۔ کچھ بھی ہو ڈینی کتے کا پلا ہے۔ آخر اس معاملے میں بھی اسے چوٹ ہوئی وہ جانتا ہی نہیں کہ آرٹسٹوں کو کیسے رکھا جاتا ہے، ارے یہ تو بادشاہ ہی ہوتے ہیں۔ ان کی ناز برداری کرنی پڑتی ہے۔ نخرے سہنے پڑتے ہیں.... تب یہ لوگ قابو میں رہتے ہیں اور پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ تمہارے لئے کون کتنا کرتا ہے.... ڈینی اپنے کسی آرٹسٹ کو پانچ سو سے زیادہ تنخواہ نہیں دیتا۔ میرے آرٹسٹ ایک ایک ہزار لے رہے ہیں لیکن یہ سور کا بچہ یہی سمجھتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتا پھرتا ہے کہ اس کی دشواریوں کا باعث میں ہی ہوں۔ تم لوگوں نے قزل بوغا اور پیکسی کے فرار کی خبر پڑھی ہو گی۔ ڈینی نے ڈھکے چھپے الفاظ میں مجھے ہی اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ خیر کبھی نہ کبھی میں دیکھ ہی لوں گا۔ میریلین کا قتل بھی وہ میرے ہی سر تھوپنا چاہتا ہے۔ خدا اسے غارت کرے.... کیا تم لوگ پہلے وہیں گئے تھے۔"

"ہرگز نہیں۔" عمران گردن جھٹک کر بولا۔ "ہم سیدھے یہیں آئے ہیں۔ ہمیں شاداب نگر ہی میں معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بہت اچھے مالک ثابت ہوں گے آپ کے یہاں آرٹسٹوں کو اچھی تنخواہیں ملتی ہیں۔ ڈینی کے متعلق یہی سنا تھا کہ وہ مکھی چوس ہے۔"

"مکھی چوس! ہاہاہا....!" جرہارڈی ہنسا تھا۔ "بہت مناسب الفاظ ہیں! بہت اچھے۔"

"اس کے بعد گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ بعد میں جرہارڈی نے ان کے لئے بھی چھولداری

نصب کرانے کی تجویز پیش کی تھی لیکن عمران نے فی الحال ہوٹل ہی میں قیام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا.... جرہارڈی نے انہیں دو چار دن آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن عمران نے آج ہی کے شو میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی اور اسی پر اڑا رہا۔ انہیں جرہارڈی کی طرف سے اطمینان دلایا گیا کہ ان کے لئے ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی جائے گی۔

پہلے ہی شو میں ان کے مظاہرے کافی کامیاب رہے.... مظاہروں کے دوران پیکسی تھوڑی تھوڑی دیر بعد برانڈی کی چسکیاں لیتی رہی تھی اس لئے اس پر چھینکوں کا دورہ پڑنے کے امکانات نہیں رہ گئے تھے۔ یہی ہوا بھی تھا۔ وہ شو کے دوران میں اور اسکے بعد بھی چھینکوں سے محفوظ رہی تھی۔

شو ختم ہونے کے بعد جب دوسرے آرٹسٹ مبارک باد دے رہے تھے جرہارڈی بھی نظر آیا اس نے انہیں الگ بلا کر کہا۔ ”میں فی الحال تم دونوں کو ڈیڑھ ہزار ماہوار دے سکتا ہوں لیکن کچھ دنوں کے بعد یقینی طور پر اس میں اضافہ ہوگا۔ فی الحال یہ تین سو روپے امدادی رقم کی حیثیت سے قبول کریں کیونکہ تمہارا قیام ہوٹل میں ہے.... اور یہ آٹھ روپے ٹیکسی کے رکھو.... کنوینس تم کو روزانہ ملے گا۔ مگر تم بھی یہاں آجاتے تو زیادہ بہتر تھا۔“

”ہم آجائیں گے۔“ پیکسی نے کہا۔ ”فی الحال ہمارے پاس مناسب سامان نہیں ہے۔ آپ سے کیا پردہ آپ تو اب مالک ہیں۔ ہم لوگ شاداب نگر میں بڑی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔“

”پرواہ مت کرو۔“ جرہارڈی ہاتھ ہلا کر بولا۔ ”تمہارے لئے بہتر سے بہتر حالات پیدا کئے جائیں گے۔“ وہ دونوں اس کا شکریہ ادا کر کے پنڈال سے باہر آئے.... سامنے ہی ایک ٹیکسی موجود تھی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے کہ کہیں کوئی اور نہ جھٹک لے جائے“

”ہوٹل کراغال.....!“ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

ٹیکسی چل پڑی.... اور پیکسی نے برانڈی کی چسکی لے کر کہا۔ ”اب کیا پروگرام ہے یہ مرحلہ تو طے ہوگیا۔“

”فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔“ عمران نے جواب دیا۔

پیکسی نے پھر چسکی لی۔ وہ کئی چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں برانڈی لائی تھی۔

”اب بس کرو۔“ عمران اس کے ہاتھ سے شیشی لیتا ہوا بولا۔ ”میں نے کئی گھنٹے سے چھینکیں نہیں سنیں میرا دم اکھڑ رہا ہے۔“

”اچھا.... تم اڑاؤ میرا مذاق.... ایسا بدلہ لوں گی کہ زندگی بھر یاد کرو گے۔“

”میں ویسے بھی.... ارر ہپ....!“ عمران یک بیک سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”کیوں.... کیا ہوا....!“

”کچھ نہیں....!“ عمران نے کہا اور ناک سکوڑ کر کچھ اس طرح سانس لینے لگا جیسے کسی قسم کی بو سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

یک بیک وہ بو تیز ہو گئی۔ میٹھی میٹھی سی بو۔

”خاموش بیٹھے رہو....!“ ڈرائیور غرایا۔ ”اگر اپنی جگہ سے ہلے تو تمہیں ہر حال میں کسی حادثے سے دوچار ہونا پڑے گا.... پیچھے بھی ایک گاڑی ہے جس پر کافی آدمی موجود ہیں۔“

”کیا بات ہے....!“ پیکسی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ عمران نے ڈرائیور کی گردن کی طرف ہاتھ بڑھائے لیکن بس وہ پھیلے ہی رہ گئے۔ کیونکہ بو اب تک بہت تیز ہو گئی تھی اور ڈرائیور کے سر پر اسے گیس ماسک نظر آرہا تھا۔

”کباڑا ہو گیا۔“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا اور پشت گاہ سے لگ گیا۔ کار کے شیشے چڑھے ہوئے تھے کسی طرف سے بھی ہوا کا گذر نہیں تھا۔ کار کی ونڈ شیلڈ بھی پلین تھی۔ وہ دونوں ہی ذرا سی دیر میں بے حس و حرکت ہو گئے۔ ڈرائیور اب اگلی کھڑکیوں کے شیشے گرا رہا تھا۔

◆

عمران کو پیکسی سے پہلے ہوش آیا اور وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ حالانکہ ابھی اس کا سر چکرا ہی رہا تھا اور آنکھوں کے سامنے ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ لیکن تھوڑی دیر تک گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھے رہنا پڑا۔ آہستہ آہستہ سر چکرانا بند ہوا۔

وہ ایک وسیع کمرے میں تھا جہاں معمولی سا فرنیچر نظر آرہا تھا۔

”پیکسی اس کے قریب ہی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اب اس کے پپوٹے بھی حرکت کرنے لگے تھے اور ہونٹ کانپ رہے تھے۔ دفعتاً اس نے کروٹ بدلی اور دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملنے لگی ساتھ ہی بڑبڑاہٹ بھی جا رہی تھی۔ ”خدا غارت کرے.... قزل بوغا.... بھی بالکل قزل بوغا ہی ہے۔“

"یقیناً ہوں.... پھر تم میرا کیا بگاڑ لو گی....!" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "میں تم سے زیادہ اچھا چھینک سکتا ہوں.... بہت زیادہ تیزی سے.... تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔"

پیکسی نے آنکھیں کھول دیں اور بڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی پھر اس کی نظر عمران کے چہرے پر جم گئی جو اس انداز میں ہونٹ سکوڑے اور اکڑوں بیٹھا ہوا تھا جیسے مداریوں کی طرح سیٹی بجا کر جیبوں سے شتر مرغ کے انڈے نکالے گا۔

"ہم کہاں ہیں!" پیکسی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ٹیکسی میں....!" عمران اُلوؤں کی طرح دیدے نچا کر بولا۔ "اور ٹیکسی ہمیں ڈونگہ بونگہ یا الاڈینو سانڈ لے جائے گی۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی پھر پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔ "ہم شاید کسی جال میں پھنس گئے ہیں.... کیوں؟"

"پتہ نہیں....!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "میں تو تمہاری شیشیوں کے متعلق سوچ رہا ہوں جو غالباً ٹیکسی ہی میں رہ گئی ہوں گی۔"

"جہنم میں جھونکو شیشیوں کو۔ آخر ہم ہیں کہاں!"

"اپنے ہوٹل میں تو ہرگز نہیں ہیں اس کے علاوہ کہیں بھی ہو سکتے ہیں۔"

"اب کیا ہوگا۔"

"تم چھینکو گی اور میں چھینکوں کے ساز پر رقص کروں گا۔"

"میں سمجھ گئی۔" دفعتاً پیکسی خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ وہ حرکت تمہاری ہے۔ میں پولیس سے بھی فریاد نہیں کر سکتی۔ اب جو کچھ تمہارا دل چاہے گا کرو گے۔"

"میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ سر کے بل کھڑا ہو کر پہلے تمہیں سو تک کی سیدھی گنتی سناؤں پھر الٹی۔ اس کے بعد اگر تمہارا دل چاہے تو ڈھائی کا پہاڑہ بھی سن لینا۔"

دفعتاً کئی قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ایک دروازہ کھلا پھر تین آدمی کمرے میں داخل ہوئے.... دروازہ دوبارہ بند کر دیا گیا۔

ان تینوں نے اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے.... ان میں ایک کافی قد آور اور تنومند شیحیم تھا۔ پیکسی اسی کو گھور رہی تھی۔

"رفعت!" اس نے آہستہ سے کہا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت اس پر چھینکوں کا دورہ پڑ گیا۔

"ارے.... بب.... باپ رے....!" عمران یک بیک بوکھلا گیا۔ وہ پیکسی کے چاروں طرف اس طرح ناچ رہا تھا جیسے پیکسی کوئی مشین ہو اور وہ اس میں کوئی ایسا پرزہ تلاش کر رہا ہو جسے ہاتھ لگاتے ہی چھینکیں رک جائیں گی۔ آخر اس نے اس کا منہ دبانے کی کوشش کی لیکن پیکسی اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"ہٹو اُدھر.... چھیں.... آچھیں....!"

"خدا غارت کرے۔" عمران اپنا سر پیٹ کر بولا۔ "اب ہو جائے گی دونوں کو پھانسی۔" یکایک تینوں نقاب پوش ہنس پڑے اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "تم دونوں چور پہچان لئے گئے ہو۔"

"تم خود.... چچ.... چور.... چھیں....!" پیکسی چھینکتی اور بڑبڑاتی رہی۔ اسکی آنکھوں سے جھلاہٹ جھانک رہی تھی اگر میک اپ میں نہ ہوتی تو چہرے کی بدلتی ہوئی رنگت بھی صاف نظر آ جاتی۔

"اچھا چھینکو....!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "اب میں مرنے کے بعد ایک جاسوسی ناول لکھوں گا جس کا نام ہوگا چھینکوں کا شکار....!"

"اے.... اُدھر دیکھو....!" دفعتاً ایک نقاب پوش غرایا۔ "تم کس چکر میں تھے تم یعنی قزل بوغا اور پیکسی....!"

"ہم اس لئے بھاگے تھے کہ اب ایک مرغی خانہ قائم کر کے بقیہ زندگی یاد خدا میں گذاریں۔" عمران نے جواب دیا۔

"لیکن تم ایسا نہیں کر سکو گی۔ ہم تمہیں یہاں بند کر کے پولیس کو اطلاع دیں گے کہ قزل بوغا اور پیکسی فلاں عمارت میں موجود ہیں۔"

"لیکن پولیس فلاں عمارت کو کہاں تلاش کرتی پھرے گی۔ تمہیں عمارت کا نام اور مقام بھی بتانا پڑے گا۔"

"بتا دیں گے....!" نقاب پوش نے لاپروائی سے کہا۔

"کیا بتا دو گے....!" عمران نے پوچھا۔

"جیو! تم بہت چالاک معلوم ہوتے ہو۔ ہم تمہیں نام بتا دیں تاکہ تم اس عمارت کے محل وقوع سے واقف ہو جاؤ۔"

”نہ بتاؤ! میں تو معلوم ہی کرلوں گا۔ “

”کوشش کرو.....!“ جواب ملا۔

پیکسی کی چھینکیں رک گئیں تھی اور اب وہ بُرا سا منہ بنائے ہوئے ناک سے ”شوں شوں“ کررہی تھی۔ اس نے عمران کے قریب کھسک کر کہا۔ ”یہ رفعت بالکل خاموش ہے۔ ابھی تک ایک بار بھی نہیں بولا۔ جانتا ہے کہ اگر بولا تو پہچان لیا جاؤں گا۔ اب میں سمجھ گئی ہوں۔ یہ لوگ ضرور ہمیں گرفتار کرادیں گے۔ اس طرح رفعت مطمئن ہو جائے گا کہ جو لوگ میریلین کے قاتل کی تلاش میں تھے خود کسی جرم میں ماخوذ ہو گئے۔ “

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ احمقانہ انداز میں اُن تینوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”اور اب تم لوگ جرہارڈی کے ساتھ کوئی لمبا فراڈ کرنا چاہتے ہو۔“ نقاب پوش نے کہا۔

عمران نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

پیکسی کا خیال بھی غلط نہیں تھا۔ قد آور نقاب پوش نے ابھی تک اپنی زبان نہیں کھولی تھی بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سچ مچ اسے پہچان لئے جانے کا خدشہ ہو۔ اسکے برخلاف دوسرے نقاب پوش کئی بار گفتگو کر چکے تھے۔ لیکن عمران نے دونوں ہی کی آوازوں میں اجنبیت سی محسوس کی تھی۔

”تم لوگ کیا چاہتے ہو۔“ عمران نے مُردہ سی آواز میں پوچھا۔

”تمہیں جیل میں دیکھنا ہی ہماری سب سے بڑی خواہش ہو سکتی ہے۔ “

”تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟“

”ہر شہری کا فرض ہے کہ قانون کا ہاتھ مضبوط کرے۔ “

”میں قانون ہوں۔“ عمران اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”آؤ میرے ہاتھ مضبوط کرو۔“

”ہاتھ کیا ہم تمہارے پاؤں بھی توڑ کر رکھ دیں گے۔ “

عمران انہیں کچھ دیر باتوں میں الجھائے رہا پھر یک بیک اس نے ان پر چھلانگ لگادی۔ پھر زمین پر پیر لگتے ہی اس کا گھونسہ ایک نقاب پوش کے جبڑے پر پڑا اور وہ کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ اس نے دوبارہ اٹھنے میں دیر نہ لگائی ہو۔

اچھی خاصی جنگ شروع ہو گئی تھی لیکن پیکسی حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ عمران تینوں پر بھاری پڑ رہا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے اپنے جبڑے نہ سہلائے ہوں۔

پھر پیکسی نے تھوڑی دیر بعد محسوس کیا کہ وہ تینوں دم دبا کر بھاگنے کے لئے کوشاں ہیں عمران بڑھ بڑھ کر ان پر ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ دفعتاً دراز قد نقاب پوش نے ایک کرسی کے پائے سے الجھ کر نکلنے کی کوشش کی لیکن پھر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران اس کی طرف جھپٹا اور پیکسی چیخی۔ ”ارے وہ.....دونوں نکل گئے۔“

لیکن عمران مڑ کر دیکھے بغیر دراز قد نقاب پوش پر ٹوٹ پڑا.... ویسے یہ اور بات ہے کہ اس بار وہ خود ہی دھوکہ کھا گیا ہو.... نقاب پوش بڑی پھرتی سے اچانک ایک طرف کھسک گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ عمران کسی چھپکلی کی طرح پٹ سے زمین پر گرا ہو گا۔ مگر وہ دراز قد نقاب پوش عمران سے زیادہ پھرتیلا نہیں تھا کہ بھاگ کر کمرے سے نکل جاتا... عمران نے اسے دروازے کے قریب جالیا اور اس کی کمر پکڑ کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ لڑکھڑاتا ہوا پھر کمرے کے وسط میں جاگرا۔

”ان دونوں کو جہنم میں جانے دو بیٹے۔ تم آج نہیں جاسکو گے۔ اس رات کو بھی محض اتفاق ہی تھا کہ تم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔“ عمران نے ہنس کر کہا۔

مگر اس کی ہنسی پیکسی کو بڑی بھیانک معلوم ہوئی اور وہ دوسرے ہی لمحے میں چیخی۔ ”عمران سنبھل کر یہ بہت طاقت ور ہے.... خدا کے لئے پاگل نہ بنو۔“

دراز قد نقاب پوش کسی ایسے مینڈک کی طرح جو اچھلنے کے لئے تیار ہو فرش پر دوزانو بیٹھا ہوا عمران کو گھور رہا تھا۔

”یہ کون ہے؟“ عمران نے پیکسی سے کہا۔

”رفعت....!“

”ہاہا....!“ عمران نے قہقہہ لگایا۔ ”تم غلطی پر ہو۔ یہ جرہارڈی ہے۔ ہمارا نیا مالک....!“

دفعتاً نقاب پوش نے اسی طرح بیٹھے ہی بیٹھے عمران پر چھلانگ لگادی اور پیکسی کی آنکھوں میں بجلی سی چمک گئی۔ یہ چمک نقاب پوش کے ہاتھ میں دبے ہوئے خنجر کی تھی۔

پیکسی کے حلق سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔ لیکن اس نے پھر نقاب پوش کو فرش پر گرتے دیکھا۔ عمران تو اب بھی دور کھڑا ہنس رہا تھا۔

نقاب پوش پھر اٹھا لیکن اب وہ خاموش نہیں تھا۔ اس کے منہ سے گالیاں اُبل رہی تھیں اور پیکسی کھڑی بُری طرح کانپ رہی تھی کیونکہ اس نے اس کی آواز پہچان لی تھی۔ وہ رفعت نہیں

بلکہ سچ مچ جرہارڈی ہی تھا۔

اس بار حملہ شدید تھا مگر خنجر دیوار پر پڑا۔ عمران جو ایک جانب کھسک گیا۔ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا اور جرہارڈی کے مڑنے سے پہلے ہی اس کی کمر پر ایک لات رسید کردی۔ جرہارڈی کسی بھوکے شیر کی طرح دہاڑ کر اس کی طرف لپکا.... مگر عمران شاید اسے صرف تھکانا چاہتا تھا۔ وہ پھر جھکائی دے کر نکل گیا اور نکلتے نکلتے اس کی ٹانگوں پر ٹانگ ماردی۔ جرہاردی کسی تناور درخت کی طرح ایک بار پھر فرش پر ڈھیر ہوگیا۔

"ارے.... اب کیوں خاموش کھڑی ہو۔" عمران نے پیکسی کو مخاطب کیا۔ "تم بھی چھینکنا شروع کردو۔ شاید تمہاری چھینکیں ہی اسے ختم کردیں۔"

"سور کے بچے خاموش رہو۔" جرہارڈی اٹھ کر دہاڑا اور اس نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن اس بار عمران کا گھونسا اس کے جبڑے پر پڑا اور لڑکھڑاتا ہوا ادھر چلا جہاں پیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ پیکسی چیخ کر عمران کی طرف بھاگی۔

عمران نے محسوس کرلیا کہ جرہارڈی اب تھک گیا ہے اس لئے اس نے اسے سنبھلنے کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کی پیٹھ پر لات جڑدی اور وہ دیوار سے جا ٹکرایا.... اس کی چیخ بھی بڑی کریہہ تھی۔

وہ لہرا کر فرش پر گرا اور اس طرح ہاتھ پیر پٹخنے لگا جیسے اس کا دم نکل رہا ہو۔ پیکسی عمران کے بازو سے لپٹی کھڑی بُری طرح ہانپ رہی تھی۔

جرہارڈی ہاتھ پیر پھیکتا رہا۔

"یہ سب کیا ہے....!" پیکسی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہ گدھا! اپنے دیئے ہوئے روپے اس طرح وصول کرنا چاہتا ہے۔"

"تم جھوٹے ہو!" پیکسی ہذیانی انداز میں چیخی۔ "مجھے بتاؤ.... مجھے بتاؤ....!"

"صرف ایڈونچر.... اس وقت میں کسی فلم کا ہیرو معلوم ہورہا ہوں اور تم ہیروئن.... اور وہ ویلن ہے لیکن اس منظر کے بعد ہماری شادی نہیں ہوسکے گی۔"

پیکسی اسے دھکیل کر الگ ہٹ گئی.... جرہارڈی ساکت ہوگیا تھا۔ بالکل ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے اسے جانکنی سے نجات مل گئی ہو اور اب وہ قیامت تک نہ اٹھ سکے گا۔

عمران اسے دیکھنے کے لئے آگے بڑھا اور پھر جھک کر اس کے چہرے سے نقاب الگ کرنے لگا۔

ایک بار پھر پیکسی کے حلق سے چیخ نکلی کیونکہ جرہارڈی کے دونوں ہاتھ اٹھ کر عمران کی گردن سے لپٹ گئے تھے.... دونوں میں پھر جدوجہد ہونے لگی۔ عمران اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کررہا تھا لیکن جرہارڈی نے شاید اپنی ساری طاقت صرف کردی تھی۔

وہ دونوں گتھے رہے.... عمران کی گردن بُری طرح پھنس گئی تھی۔ وہ کافی قوت صرف کرنے کے باوجود بھی گردن چھڑانے میں ناکام رہا۔ پیکسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ وہ یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ عمران غفلت میں چوٹ کھا گیا ہے اور شاید اب جرہارڈی کے پنجے سے گلوخلاصی نہ ہو۔ ویسے بھی جرہارڈی عمران کے مقابلے میں دیو ہی تھا.... اور اب اس وقت پیکسی کو خیال آیا تھا کہ رفعت اور جرہارڈی ڈیل ڈول میں ایک ہی جیسے تھے۔ دفعتاً اس کی نظر اس خنجر پر پڑی جو جرہارڈی کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا تھا.... اس نے جھپٹ کر اسے اٹھالیا اور پوری قوت سے جرہارڈی کے بازو پر ضرب لگائی۔

ایک کریہہ چیخ کے ساتھ جرہارڈی کی گرفت ڈھیلی پڑگئی.... اور عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن اس نے پھر جست لگائی اور دوسرے ہی لمحے میں وہ جرہارڈی کے سینے پر سوار تھا۔

پھر وہ اس وقت تک اس کے چہرے پر مکے مارتا رہا جب تک کہ وہ سچ مچ ساکت نہیں ہوگیا۔

"اب تم نے رول ادا کیا ہے کسی ہیروئن کا۔" عمران نے پیکسی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اب وہ بھی کسی تھکے ہوئے گدھے کی طرح ہانپ رہا تھا۔

"یہاں سے جلدی نکلو....!" پیکسی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

"تم ذرا دیر اس کمرے میں ٹھہرو میں دیکھوں شاید اس عمارت میں فون بھی ہے۔"

"ڈرو نہیں! اب یہ حقیقتاً بے ہوش ہوگیا ہے۔ میں ایک آدمی کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میریلین کا قاتل مل گیا ہے۔"

◆

دوسری صبح وہ آدمی بھی ڈینی کے پیکاک سرکس سے گرفتار کرلیا گیا جس نے جرہارڈی کے ایما پر میریلین کو قتل کیا تھا یہ سرکس کے مسخروں ہی میں سے تھا اور سو فیصدی جرہارڈی کا آدمی

تھااور اس نے اسی طریقے سے میریلین کو قتل کیا تھا جس کے متعلق عمران اور پیکسی میں پہلے ہی گفتگو ہو چکی تھی۔ بلوپائپ جس کے ذریعے زہریلی سوئی میریلین کی طرف پھینکی گئی تھی شہنائی ہی کی شکل کا تھا۔ یہ گرفتاری جرہارڈی کے اقرار جرم کے بعد عمل میں آئی تھی۔

کیپٹن فیاض نے جرہارڈی پر تشدد کی انتہا کر دی تھی تب کہیں جا کر اس سے کچھ اگلوا لینے میں کامیاب ہوا تھا.... اس قتل کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ ڈینی کا سرکس ویران ہو جائے۔ محض میریلین کی وجہ سے اس کی گیلریاں تماشائیوں سے بھری رہتی تھیں۔ سرکس کے مسخرے کو پولیس کے حوالے کر دینے کے بعد عمران اور فیاض ڈینی کے آفس میں آبیٹھے وہاں پیکسی بھی موجود تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں سے گہرا غم مترشح تھا۔

"دیکھا آپ نے....!" ڈینی مسکرا کر بولا۔ "میری دونوں ہی باتیں صحیح نکلیں۔ یعنی لیمی بے قصور تھا اور یہ حرکت جرہارڈی ہی کی تھی۔"

"کالی تصویر نے غلط فہمی پھیلائی تھی۔" عمران بولا۔ "اگر وہ اس طرح میرے ہاتھ سے نہ چھنی جاتی تو.... مگر سوپر فیاض.... لیمی نے اس کے متعلق کیا بتایا تھا....!"

"بھئی اس نے جو کچھ بھی بتایا تھا سچ ہی بتایا تھا لیکن مجھے یقین نہیں آیا تھا اس لئے میں نے اس کے علاوہ تمہیں اور کچھ نہیں بتایا تھا کہ تصویر کی پشت والی تحریر میریلین ہی کی تھی۔ ویسے تو لیمی پورا فلسفی ہے۔ پتہ نہیں وہ اس سرکس میں کیوں جھک مار رہا ہے۔ فلسفی اور سرکس بڑی مضحکہ خیز بات ہے۔ وہ اپنی عاشق لڑکیوں کو کالی تصویریں بھیجتا تھا اور انہیں لکھتا تھا کہ وہی اس کا اصل روپ ہے۔ سڈول جسم اور خوبصورت خدوخال سب فریب ہیں! لہٰذا انہیں فریب سے محبت نہ ہونی چاہئے۔ لیکن جو اصلیت ہے اس سے بھی انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی کیونکہ خوبصورتی پر جان دینا آدمی کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے اور پتہ نہیں کیا کہا تھا اس نے مجھے یاد نہیں۔"

"بہر حال پروگرام یہ تھا کہ میریلین کو قتل کر کے ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ شبہ لیمی پر ہو اسی لئے اس واردات سے پہلے....!" عمران نے رک کر سانس لی اور پھر بولا۔ "اس واردات سے پہلے میریلین کے تصویروں کے مجموعے میں ایک کالی تصویر رکھ دی گئی! شاید میریلین کو بھی علم تھا کہ لیمی اپنے مداحوں کو کالی تصویریں بھیجتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس تصویر کو اپنے مجموعے میں دیکھ کر الجھن میں پڑ گئی ہو گی۔ لیکن اس نے لیمی سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا البتہ اس نے وہ جملہ اس تصویر کے اوپر لیمی کے سامنے ہی لکھا تھا چونکہ تصویر لیمی کی نہیں تھی اس لئے لیمی نے اس سے اس کے متعلق کچھ پوچھا بھی نہیں یا ممکن ہے پوچھا بھی ہو۔"

"اس نے پوچھا تھا۔" فیاض بولا۔ "لیکن اسے کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا تھا ملتا بھی کیسے جب کہ میریلین اسے لیمی ہی کی تصویر سمجھتی تھی بلکہ اسے تو لیمی کے استفسار پر غصہ آگیا ہو گا۔"

"ٹھیک ہے....!" عمران نے کہا۔ "اور اس تحریر کے متعلق بھی لیمی کو تشویش نہ ہوئی ہو گی کیونکہ وہ میریلین کا ایک پسندیدہ جملہ تھا جسے وہ اکثر زبان سے بھی دہراتی رہتی تھی۔ وہ اس نے کسی فلم میں سنا تھا۔ بہر حال وہ تصویر اس کے مجموعے میں اسی لئے رکھی گئی تھی کہ اس کی موت کے بعد پولیس لیمی کے خلاف شبہات میں مبتلا رہے.... ادھر اُن کا دم نکلا تھا اور اُدھر ساری تصویریں اس کے صندوق سے نکال کر اس انداز میں بکھیر دی گئیں کہ خواہ مخواہ ان پر نظر پڑے.... پھر وہ کالی تصویر اس طرح اچک لی گئی! لامحالہ یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ اس کالی تصویر کا تعلق اس قتل سے یقینی طور پر ہو گا ورنہ وہ اس طرح اتنی دیدہ دلیری سے کیسے اڑالی جاتی۔ مجرم چونکہ اس سرکس سے متعلق تھا اس لئے وہ مجھے اچھی طرح پہچانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ میں نے یہاں یہ ڈھونگ اس لئے پھیلایا ہے! وہ میری اور پیکسی کی گفتگو بھی سنتا رہا تھا۔ اسی لئے اسے یقین ہو گیا تھا کہ میں رفعت پر بھی شبہ کر رہا ہوں یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے رفعت کے گرد جال بننا شروع کر دیا.... مجھ پر اس وقت خنجر پھینکا گیا جب رفعت بھی پنڈال میں موجود تھا اور پیکسی نے نہ صرف اسے دیکھ لیا تھا بلکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ خنجر رفعت کے علاوہ اور کسی نے نہیں پھینکا۔ وہ خنجر میں نے نشانات کے لئے تم تک پہنچایا.... لیکن اس پر کسی قسم کے نشانات نہیں ملے! نوٹ پر رفعت کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے.... اس کے بعد سے باقاعدہ طور پر میری نگرانی ہونے لگی۔ پھر ایک رات ان لوگوں نے مجھے درندوں کے کٹہرے کے قریب گھیر لیا۔ ان میں ایک آدمی رفعت ہی کے ڈیل ڈول والا تھا! پیکسی بھی یہی سمجھتی تھی کہ وہ رفعت ہی ہے.... حقیقت تو یہ ہے کہ اندھیرے میں اس کے ہیولا پر نظر پڑتے ہی میں نے بھی یہی سمجھا تھا لیکن جب وہ لوگ لڑتے لڑتے خواہ مخواہ بھاگ نکلے تو مجھے سوچنا پڑا.... اگر وہ لوگ چاہتے تو اس وقت میری چٹنی بنا ڈالتے کیونکہ وہ حملہ میرے لئے غیر متوقع تھا اور میں بُری طرح بوکھلا گیا تھا اگر وہ چاہتے تو میں حقیقتاً بُری طرح پٹ جاتا مگر وہ لوگ یک بیک بھاگ نکلے.... جرہارڈی بذات خود اس مہم میں

شریک ہوا تھا اور اسی لئے شریک ہوا تھا کہ اس پر رفعت کا دھوکا ہو۔

رفعت اس لئے اس معاملے میں گھسیٹا جا رہا تھا کہ میں اسے وہی آدمی سمجھوں جس نے میرے ہاتھ سے کالی تصویر چھینی تھی.... رفعت لیمی کا عقیدت مند ہے اس لئے مجھے یقین ہو سکتا تھا کہ اس نے لیمی کی جان بچانے کے لئے وہ کالی تصویر پولیس کے ہاتھوں میں نہیں جانے دی تھی.... میں یہی سوچتا مگر مجرم حماقتوں پر حماقتیں کرتے چلے گئے۔ انہوں نے مجھے گھیرا اور خواہ مخواہ بھاگ نکلے اسی جگہ سے میں نے جرہارڈی کی فکر شروع کر دی۔ میں نے اسی رات کو پیکسی کی چھولداری میں بیٹھ کر بہ آواز بلند ایک پروگرام مرتب کیا آواز اس لئے اونچی رکھی تھی کہ باہر سے سننے والوں کو ہماری گفتگو لفظ بلفظ سنائی دے.... یہی ہوا.... اور پھر کل ہم دونوں جربارڈی کی سرکس میں جا پہنچے۔ چونکہ جرہارڈی سب کچھ سن چکا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی ملازمت دے دی۔ اور وہ اتنا بے صبرا ہو رہا تھا کہ پچھلی رات کے بعد ہی اس نے ہمیں پھر خواہ مخواہ چھیڑا.... اور اس وقت بھی اس کا یہی ارادہ تھا کہ کچھ دیر دھول دھپا کرنے کے بعد بھاگ کھڑا ہو گا۔ اس کے ساتھی سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق اس سے پہلے ہی بھاگ گئے لیکن میں نے جرہارڈی کو الجھا دیا اور اطمینان سے اس کی مرمت کرتا رہا۔ اس وقت ہم تینوں کے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی موجود نہیں تھا اس لئے مجھے اور بھی آسانی ہو گئی۔ اس کے ساتھی تو یہ سمجھ کر کہ اسکیم کے مطابق جرہارڈی پیچھے رہ گیا تھا لیکن وہ اپنی دانست میں مجھے کھلا رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیر بعد میرے ایک آدھ زوردار قسم کا ہاتھ رسید کر کے نکل جائے گا۔ لیکن جب میں نے اس کے نام سے للکارا تو وہ خونخوار ہو گیا.... اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے تم بھی واقف ہو۔"

عمران خاموش ہو گیا.... اور پھر ڈینی ایک طویل سانس لے کر بولا۔

"ماسٹر عمران میں آپ کو کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ آپ واقعی عجیب ہیں.... گریٹ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ یہی پیشہ اختیار کر لیں تو کیا حرج ہے۔"

"میں گڑ کی جلیبیاں بھی نہایت نفیس بنا سکتا ہوں مسٹر پیکاک.... لیکن آج تک کسی حلوائی نے لفٹ نہیں دی۔"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"گڑ کی جلیبیاں کھائی جاتی ہیں! سمجھی نہیں جاتیں! اچھا ٹاٹا.... سوپر فیاض....!" عمران اٹھ گیا۔

لیکن ابھی اس نے میدان بھی پار نہیں کیا تھا کہ اسے پیکسی کی آواز سنائی دی اور وہ رک کر ٹھہرا... پیکسی بے تحاشا دوڑتی ہوئی اسکی طرف چلی آ رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک تھی۔

"یہ میری آٹو گراف بک ہے۔" اس نے قریب آ کر دردناک لہجے میں کہا۔ "اس پر کچھ لکھ کر اپنے دستخط بنا دیجئے جناب۔"

عمران نے نوٹ بک اس کے ہاتھ سے لے کر لکھنے لگا۔

"آدمی سنجیدہ ہو کر کیا کرے جب کہ وہ جانتا ہے کہ ایک دن اسے اپنی سنجیدگی سمیت دفن ہو جانا پڑے گا۔"

"ٹپ....!" ایک موٹا سا قطرہ آٹو گراف بک پر گرا.... عمران نے سر اٹھا کر پیکسی کی طرف دیکھا وہ رو رہی تھی۔

"کیوں؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"میں یہ سمجھی تھی کہ تم میرے ہی ہم پیشہ ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اس لئے میں نے سوچا تھا کہ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ لیکن.... لیکن....!"

وہ پھوٹ پڑی.... اور پھر اس کے ہاتھ سے آٹو گراف بک چھین کر بھاگتی چلی گئی۔ عمران اسے دیکھتا رہا.... جب وہ پنڈال میں گھس کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اس نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑ کر شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف مڑ گیا۔

﴿ختم شد﴾

ابنِ صفی